اس کتاب میں شرح حدیث میں پیش نظر رکھے جانے والے ضروری امور پر روشنی ڈالی گئی ہے

شرح حدیث کے لیے ضروری امور

تالیف

محمد ادریس بن محمد یوسف گونیا (گودھرا)

جامعہ رحمانیہ عربیہ اسلامیہ دارالعلوم وناکپور گودھرا

ناشر

ابھی صرف پی۔ڈی۔ایف کی شکل میں دستیاب ہے۔

تفصیلات

کتاب کا نام:شرح حدیث کے لیےضروری امور
مؤلف:محمد ادریس بن محمد یوسف گونیا(گودھرا)MO.7698364621
صفحات:۱۲۶
سن اشاعت:۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۰

انتســــــــــاب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو

☆ معزز و محترم والدین ماجدین

☆ حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ

☆ محدث کبیر حضرت مولانا زین العابدین صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ مادر علمی جامعہ رحمانیہ دارالعلوم وناکپور گودھرا کے اساتذۂ کرام

☆ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کے اساتذۂ کرام

----- اور -----

☆ جامعہ مظاہر علوم کے شعبۂ تخصص فی الحدیث کے اساتذۂ کرام

کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

فہرست مضامین

دعائیہ کلمات

پیرومرشد حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتھم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزم مولانا محمد ادریس صاحب حفظہ اللہ ورعاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، جس سے آپ کی تالیف **"شرح حدیث کے لیے ضروری امور"** کی تکمیل کا مژدہ پڑھ کر دلی مسرت ہوئی، آپ نے اپنی اس کتاب میں (۱) الفاظ حدیث کو درستگی کے ساتھ پڑھنا (۲) غریب الحدیث (مشکل اور نامانوس الفاظ) کے معانی کی تحقیق (۳) سبب ورود الحدیث (حدیث کا شان نزول اور پس منظر) اگر ہو تو اس کی وضاحت (۴) حدیث میں اگر کوئی نام مہمل یا مبہم ہو تو اس کی تعیین کرنا (۵) حدیث کسی شہر یا ملک کا نام ہو تو اس کی تحقیق اور جدید نام معلوم کرنے کی کوشش (٦) حدیث میں اگر اوزان (صاع، مد، درہم، دینار) کا ذکر ہو تو اس کا جدید اوزان سے مقارنہ (۷) تخریج حدیث کے ذریعہ حدیث کا جامع متن تلاش کرنا اور الفاظ حدیث کے درمیان مقارنہ (۸) جس کتاب کی حدیث ہے اس کتاب کے مؤلف کے منہج کی وضاحت (۹) ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان مطابقت (۱۰) مختلف الحدیث ومشکل (متعارض ومشکل) نصوص کا حل (۱۱) ناسخ ومنسوخ کی تحقیق (۱۲) فقہ الحدیث (حدیث سے مستنبط ہونے والے احکام ومسائل کا بیان (۱۳) مذاہب ائمہ اور ان کے دلائل (۱۴) حدیث سے

مستفاد دعوتی وتربیتی نکتے اوراشارات وغیرہ بڑے اہم مباحث سمیٹنے کی کوشش کی ہے،جس کا اندازہ مرسلہ فہرست اورعرض حال سے بہ خوبی ہوتا ہے،فن حدیث کے طلباءواساتذہ کے لیے بہت کارآمداورمفیدتالیف ہے۔

اللہ تبارک وتعالی آپ کی اس سعیٔ جمیل کوحسن قبول عطافرما کر طالبین علوم حدیث کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے اورآپ کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے ،دل سے دعا کرتا ہوں۔فقط والسلام۔

أملاہ

(حضرت اقدس مفتی)احمدخانپوری (صاحب مدظلہم العالی)

۱۰/رجب ۱۴۴۱

بروز جمعہ

رائے گرامی

حضرت اقدس مفتی ابراھیم آچھودی صاحب مدظلھم

(خلیفہ حضرت اقدس سید محمد رابع صاحب ندوی مظلھم العالی)

باسمہ تعالی

برادر عزیز مولانا محمد ادریس صاحب سلمہ اللہ تعالی وعافاہ کو فن حدیث سے خاصی دلچسپی ہے، فن حدیث ایک ایسا فن ہے کہ اس کے اصول سے واقفیت کے بغیر اس فن کو کما حقہ سمجھنا مشکل ہے، اسی لیے علماء نے اس فن کے جملہ علوم پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، فن حدیث کے جملہ علوم میں سے ایک شرح حدیث کا فن بھی ہے، اسی فنِ شرح حدیث پر عزیز موصوف **"شرح حدیث کے لیے ضروری امور"** کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے، جو طالبان علوم نبوت کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے اور ان پر ایک بڑا احسان ہے، مولانا کی یہ کاوش ہمارے لیے قابل رشک بھی اور ہم کمزوروں کے لیے ایک نایاب تحفہ بھی ہے، اللہ تعالی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائیں اور طلباء کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین)

ناکارہ

(حضرت اقدس مفتی) ابراھیم آچھودی (صاحب مدظلھم العالی)

رائے گرامی

حضرت مولانا عبد الستار بھاگلیا صاحب دامت برکاتھم

(مہتمم: جامعہ رحمانیہ عربیہ اسلامیہ ونا کپور گودھرا)

باسمہ تعالی

علم حدیث کو دین وشریعت میں سرچشمہ کی حیثیت حاصل ہے، یہاں تک کہ علم حدیث کو علم تفسیر پر بھی فوقیت حاصل ہے، اس لیے کہ قرآن مجید کی آیت کی تفسیر میں وہ تفسیر راجح شمار کی جاتی ہے جو کسی حدیث میں وارد ہوئی ہو، علم حدیث کی اسی شرافت وافضلیت کی وجہ سے ہمارے مدارس میں درس نظامی کا آخری سال علم حدیث کے حصول کے لیے مختص کر دیا جاتا ہے تا کہ طالب علم اپنی مکمل جدو جہد کو بروئے کار لا کر علم حدیث میں درک حاصل کر سکے، لیکن کبھی علم حدیث کے لیے ضروری امور سے ناواقفیت کی وجہ سے طالب علم کما حقہ درک حاصل کر سکتا نہیں ہے، انھی ضروری امور کی نشان دہی کے لیے ہمارے جامعہ کے استاذ محترم نے یہ کتاب تالیف کی ہے جس میں شرح حدیث کے لیے چودہ ضروری امور پر اجمالی طور سے روشنی ڈالی ہے۔

امید ہے یہ کتاب طلباء کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

اللہ تعالی مؤلف محترم کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور بندگان خدا کی نگاہ میں مقبول ومنظور فرمائیں۔ (آمین)

(حضرت مولانا) عبد الستار بھاگلیا (صاحب دامت برکاتھم العالیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کے مجموعے کا نام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابدی قانون الٰہی کا مرجع اور سرچشمہ قرآن مجید کی صورت میں عطا کیا گیا، یہ اللہ تعالیٰ کا وہ واحد مستند کلام ہے جو اس وقت حقیقی صورت میں انسانوں کے پاس موجود ہے، قرآن مجید کے بعد شریعت کا دوسرا ماخذ حدیث شریف ہے، قرآن مجید کی طرح یہ بھی وحی کے حکم میں ہے، البتہ اس کی حیثیت وحی حکمی اور وحی غیر متلو کی ہے، وحی متلو قرآن مجید ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جن امور کا حکم دیا اور جن امور سے روکا وہ عین منشائے خداوندی کے مطابق تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے مجاز نہیں تھے کہ وہ محض اپنی خواہش کی بنیاد پر لوگوں کو کسی امر کا مکلف فرمادیں "وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى" ابوداؤد کی حدیث کے مطابق حضرت جبریلؑ قرآن کی طرح حدیث بھی آپ پر نازل فرماتے تھے،

قال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: كان جبريل عليه السلام ينزل على رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن ويعلمه إياها كما يعلمه القرآن (أبو داؤد في مراسيله)

حدیث کے معانی ومطالب کو سمجھنا یہی علوم شرعیہ میں اصل الاصول ہے، اس لیے کہ تمام علوم (چاہے وہ علم عقائد ہو چاہے علم تفسیر ہو چاہے علم فقہ ہو) کی بنیاد حدیث کی سمجھ اور اس کی مراد کو حاصل کرنے پر ہی ہے۔

علماء نے فن حدیث کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) روایۃ الحدیث: سماع متصل کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال کے نقل وضبط اور ان کی چھان بین کے علم کو علم روایۃ الحدیث کہتے ہیں۔

(۲) درایۃ الحدیث: علم درایۃ الحدیث ایسا علم ہے جس سے روایت کی اقسام واحکام، راویوں

کے شرائط، مرویات کی اصناف اور ان سے معانی کے استخراج کا طریقہ معلوم ہو۔
بعض علماء نے یہ تعریف بھی کی ہے"درایت حدیث وہ علم ہے جس میں الفاظ حدیث سے سمجھے گئے مفہوم و مراد سے بحث ہوتی ہے، جب کہ وہ عربی قواعد و شرعی ضوابط پر مبنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال کے مطابق ہوں۔
معلوم ہوا کہ فن حدیث میں دو چیزیں پیش نظر ہوتی ہے،(۱) سند (۲) متن۔

حل سند کے لیے مندرجۂ ذیل باتیں پیش نظر رکھی جاتی ہیں۔

(۱) رواۃ کے ناموں کا صحیح ضبط
(۲) رواۃ کی تعیین
(۳) مہمل اور مبہم رواۃ کی وضاحت
(۴) کنیت سے مشہور راوی کے نام کی وضاحت اور نام سے مشہور راوی کی کنیت کی تحقیق
(۵) صیغۂ ادا کی وضاحت
(۶) مصطلح الحدیث جیسے حدیث کا متواتر، مشہور، عزیز، غریب، معلول ہونا وغیرہ کا بیان
(۷) لطائف اسناد
(۸) رواۃ کے درمیان اتصال وعدم اتصال
(۹) رواۃ کے ثقہ وعدم ثقہ ہونے کی تحقیق اور ان کی روایات کا قابل اعتبار ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق
(۱۰) سند پر صحت، حسن، ضعف، وضع وغیرہ حکم

الحمد للہ بندہ کی دو کتابوں (۱۔ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟ ۲۔ہم حدیث کا درجہ کیسے پہچانیں؟) میں زیادہ تر سند کے متعلقات امور کو ذکر کیا گیا ہے۔
ضرورت محسوس ہوئی کہ کچھ باتیں متن حدیث کی شرح کے بارے میں بھی ذکر کردی جائے، اسی ضرورت کی تکمیل کے لیے یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔

حل متن حدیث (یعنی حدیث کی شرح) کے لیے ضروری امور:

(۱)الفاظ حدیث کو درستگی کے ساتھ پڑھنا
(۲)غریب الحدیث (مشکل اور نامانوس الفاظ) کے معانی کی تحقیق
(۳)سبب ورود الحدیث (حدیث کا شان نزول اور پس منظر) اگر ہو تو اس کی وضاحت
(۴)حدیث میں اگر کوئی نام مہمل یا مبہم ہو تو اس کی تعیین کرنا
(۵)حدیث کسی شہر یا ملک کا نام ہو تو اس کی تحقیق اور جدید نام معلوم کرنے کی کوشش
(٦)حدیث میں اگر اوزان (صاع ،مد، درہم ، دینار) کا ذکر ہو تو اس کا جدید اوزان سے مقارنہ
(۷)تخریج حدیث کے ذریعہ حدیث کا جامع متن تلاش کرنا اور الفاظ حدیث کے درمیان مقارنہ
(۸)جس کتاب کی حدیث ہے اس کتاب کے مؤلف کے منہج کی وضاحت
(۹)ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان مطابقت
(۱۰)مختلف الحدیث ومشکل (متعارض ومشکل) نصوص کا حل
(۱۱)ناسخ ومنسوخ کی تحقیق
(۱۲)مذاہب ائمہ اور ان کے دلائل
(۱۳)حدیث سے مستفاد دعوتی وتربیتی نکتے اور اشارات
(۱۴)فقہ الحدیث (حدیث سے مستنبط ہونے والے احکام ومسائل کا بیان)

پیش نظر کتاب میں پہلے شرح حدیث سے متعلق ضروری باتیں ذکر کی گئی ہیں اور اس کے بعد مذکورہ بالا امور سے متعلق باتیں اختصار کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں۔

☆تشکر وامتنان:

سب سے پہلے میں اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس کام کی توفیق بخشی۔

اس کے بعد میں ان تمام حضرات اہلِ علم کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات فارغ کر کے کتاب کے متعلق اپنی گراں قدر آراء تحریر فرما کر بندہ کو دعاؤں سے نوازا، اور خاص طور سے حضرت شیخ طلحہ صاحب مدظلہ العالی کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ موصوف نے مکمل کتاب پر نظر ثانی فرما کر مفید اصلاحات فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات اور جملہ معاونین کو دارین میں بہترین بدلہ نصیب فرمائیں۔

(آمین)

☆گذارش:

کسی کا قول ہے "لا يبقى من العلم إلا الجمع والترتيب والتهذيب" بنابریں میرا یہ کتابچہ بھی اس موضوع پر لکھی گئی اسلاف واخلاف کی کتابوں میں موجود منتشر مواد کو اختصار کے ساتھ جمع کرنے کی ایک ادنی کوشش ہے، اگر اس کوشش میں کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو تو محترم قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اصلاح کی جاسکے۔

محمد ادریس گودھروی
جامعہ رحمانیہ عربیہ اسلامیہ دارالعلوم وناکپور گودھرا
۱، ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹، نومبر ۲۰۱۹ء

شرح حدیث سے متعلق ضروری باتیں

☆ شرح حدیث کے طریقے ☆

پہلا طریقہ

حدیث کی شرح حدیث کے ذریعہ

حدیث میں وارد کسی نامانوس لفظ کی تفسیر کے لیے سب سے معتمد ترین بات یہ ہے کہ اس کی وضاحت کسی دوسری حدیث سے کر دی جائے ،متقدمین ومتاخرین تمام شراح حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تفسیر، دیگر تفسیر پر مقدم ہوگی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ جب تک کسی حدیث کے تمام طرق کو جمع نہ کیا جائے وہاں تک اسے نہیں سمجھا جا سکتا ہے، کیوں کہ کبھی ایک حدیث دوسری حدیث کی شرح کرتی ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ۲ / ۲۱۲)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ حدیث کی تشریح کرنے کے لیے اس حدیث کے تمام طرق کو جمع کیا جائے اور تمام طرق کے ذریعہ الفاظ حدیث کی تشریح کی جائے، اس لیے کہ اس طریقہ سے حدیث کا مفہوم جلد سمجھ میں آجاتا ہے اور حدیث کی سب سے بہترین شرح وہ ہے جو کسی حدیث کے ذریعہ ہو۔(فتح الباری ٦ / ۴۷۵)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث جب ثابت شدہ ہوتو اس کے تمام طرق کو جمع کرنے کے بعد ہی مطلق کو مقید کیا جائے تا کہ صحیح بات پر عمل کیا جا سکے۔

جب طالب علم اس طریقے سے حدیث کی تشریح پر کامیاب نہ ہوتو پھر دوسرا طریقہ

اختیار کرے۔

☆شرح الحدیث بالحدیث کی دو طریقے:

پہلا طریقہ: حدیث کی شرح اسی حدیث کے ذریعہ ہو۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کے تمام طرق کو جمع کیا جائے اور زیر بحث حدیث کے جو الفاظ مخفی و مبہم ہوانہیں دیگر طرق سے واضح کیا جائے۔

مثال: بخاری و مسلم میں ابن صیاد کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا "إنی قد خبات لک خبا خبیئا فقال ابن صیاد ھو الدخ فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم اخسا فلن تعدو قدر ک!"

یعنی میں نے تیرے لیے ایک بات دل میں چھپا رکھی ہے تو وہ بتلا دے! ابن صیاد نے کہا کہ وہ "دخ" ہے، یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چل دور ہو! تو اپنی اوقات سے آگے کبھی نہیں بڑھ سکے گا۔

اس حدیث میں وارد لفظ "دخ" کا معنی مخفی و مشکل ہے۔

اس لفظ کی تفسیر ابو داود اور ترمذی میں وارد ہوئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے ارشاد فرمایا: "إنی قد خبأت لک خبأ خبیئا "یوم تاتی السماء بدخان مبین" قال ابن صیاد ھو الدخ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اخسأ فلم تعدو قدر ک۔"

غور فرمائیں یہ روایت ماقبل میں مذکور روایت کی تفسیر کررہی ہے، اس میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ دخان کی آیت "یوم تأتی السماء بدخان مبین" کا دل میں تصور فرمایا تھا، لہذا "دخ" سے مراد یہی آیت ہے۔

دوسرا طریقہ: حدیث کی شرح دوسری حدیث کے ذریعہ ہو۔

پہلی قسم اور دوسری قسم کے درمیان فرق واضح ہے پہلی قسم میں حدیث کا صحیح معنی معلوم

کرنے کے لیے اسی صحابی سے مروی حدیث کے مختلف طرق وروایات کو جمع کیا جاتا ہے جس صحابی سے زیر بحث حدیث مروی ہوتی ہے جب کہ دوسری قسم میں اس صحابی کے علاوہ کسی دوسرے صحابی سے مروی حدیث کا سہارا لیا جاتا ہے جو زیر بحث حدیث کے مخفی معنی کو واضح کرتی ہے۔

مثال: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من قال حين يسمع النداء: اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمد الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته حلت له شفاعتی يوم القيامة (بخاری کتاب الاذان باب الدعاء عند النداء ص: ۱۳۴ رقم: ۶۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں وارد لفظ ''وسیلة'' مبہم ہے اس سے کیا مراد ہے؟ وہ اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہو رہا ہے، لیکن اس کی وضاحت مسلم شریف میں مذکور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا فإنه من يصل على صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لی الوسيلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی إلا لعبد من عباد الله وأرجوأن أكون أنا هو فمن سأل لی الوسيلة حلت عليه الشفاعة (مسلم کتاب الصلوة باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه.....ص: ۱۶۵، رقم: ۳۸۴)

غور فرمائیں! اس روایت کے ذریعہ ما قبل کی روایت میں مذکور مبہم لفظ ''وسیلة'' کی وضاحت ہوگئی کہ یہ ایک جنت کا درجہ ہے جس کے حاصل ہونے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امید ہے۔

☆شرح الحدیث بالحدیث سے متعلق بعض مسائل:

(۱) ایک ہی حدیث متعدد طرق سے منقول ہو تو اسے تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے یا رواۃ

کے تصرف پر محمول کیا جائے؟

ایک ہی حدیث متعدد طرق سے منقول ہو تو وہ چار حالات سے خالی نہ ہوگی۔

اول: کوئی بات ایک روایت میں ہے لیکن دوسری روایت میں نہ ہو۔

ثانی: ایک بات جو ایک روایت میں ہے دوسری روایت میں اس کے خلاف بات نقل کی گئی ہو۔

ثالث: روایات میں ایک جگہ اتفاق ہو اور دوسری جگہ اختلاف ہو لیکن اختلاف اتنا شدید نہ ہو کہ محل اختلاف، محل اتفاق پر اثر انداز ہو۔

رابع: روایات میں لفظی اختلاف ہو معناً کوئی اختلاف نہ ہو۔

پہلی صورت میں تمام روایات کی مجموعی باتوں کو لے لیا جائے، کسی بھی روایت کی کوئی بھی بات ترک نہ کی جائے۔

دوسری صورت میں لفظ کے ساتھ معنیً بھی اختلاف ہوتا ہے، اگر روایات کے درمیان جمع و تطبیق ممکن ہو تو جمع و تطبیق کردی جائے، ورنہ کسی ایک روایت کو ترجیح دی جائے۔

تیسری صورت میں محل اتفاق کو لے لیا جائے اور محل اختلاف کو چھوڑ دیا جائے۔

چوتھی صورت کو رواۃ کا تصرف شمار کیا جائے اور اسے روایت بالمعنی پر محمول کر دیا جائے

(۲) کیا شرح حدیث کے دوران ضعیف حدیث سے استفادہ کیا جائے گا یا نہیں؟

یہاں اس بات پر تنبیہ ضروری ہے کہ زیر بحث مسئلہ اور ضعیف حدیث سے استدلال اور اس پر عمل میں فرق ہے، ضعیف حدیث سے استدلال اور اس پر عمل کے حوالے سے محدثین میں اختلاف قدیم اور معروف ہے، جب کہ زیر بحث مسئلہ میں ضعیف حدیث سے استفادہ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اگر کسی نص میں ایسا لفظ آجائے جو بغیر کسی ترجیح کے دو احتمال رکھتا ہوں اور کوئی ضعیف حدیث ان دونوں احتمالات میں سے کسی ایک کو راجح قرار دیتی ہو تو وہ احتمال قابل قبول ہوگا۔

لیکن حدیث ضعیف سے شرح حدیث میں استفادے کے دوران چند امور کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

☆ جس ضعیف حدیث سے استفادہ کیا جارہا ہو اس کا ضعف شدید نہ ہو۔

☆ اس ضعیف حدیث کے معنی زیر بحث حدیث کی شرح کے لیے احتمال رکھتا ہو۔

☆ اس سے زیادہ قوی درجہ والی حدیث اس کی مخالف نہ ہو۔

☆ وہ ضعیف حدیث من جملہ مرجحات میں سے ہو اس آخری شرط سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا طریقہ

حضرات صحابہؓ کے اقوال کے ذریعہ شرح حدیث

حضرات صحابہؓ کی جماعت ان منفرد و بے مثال افراد کی جماعت ہے جنہیں اللہ تعالی نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، اپنے دین کی حفاظت، اقامت شریعت، اپنے پیغام کی تبلیغ اور اپنے دشمنوں سے جہاد کے لیے منتخب فرمایا تھا، چناں چہ حضرات صحابہ کرام نے اپنی ان ذمہ درایوں کو بحسن خوبی نبھایا اور اس کی خاطر ہر طرح کی جانی و مالی قربانی پیش کی اور اپنے علاقوں سے ہجرت کی۔

تاریخ انسانی میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ان جیسے پاکیزہ دل، اجلے باطن کے حامل افراد اور دین کی خاطر عظیم قربانیاں دینے والے بے مثال لوگ نہیں آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، کسی مسئلے میں اختلاف ہوتو ان کی بات راجح اور درست ہونے کی زیادہ حق دار ہے، ان کے اقوال سے اعراض مناسب نہیں، ان کے اقوال کو ترک کرنا گویا انہیں جہالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی معرفت میں کمی و تقصیر سے متہم کرنا ہے، حالاں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ جان نثار ہیں کہ جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی، آپ کی مدد کی ، سفر و حضر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ایک ایک سانس و لمحے کو محفوظ فرمایا، یہی وجہ ہے کہ ائمۂ اسلام کے نزدیک صحابۂ کرام کا کلام بڑی عظمت والا ہے، علمائے سلف میں سے کسی نے بھی ان کے اقوال سے اعراض کو روا نہیں رکھا۔

امام احمد کا قول ہے کہ جب کسی مسئلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وارد ہوتو

ہم اسے چھوڑ کر حضرات صحابہ یا ان کے بعد کے کسی کے قول کو نہیں لیتے ہیں، اگر کسی مسئلے میں صحابۂ کرامؓ کے اقوال مختلف ہوں تو ان میں سے کسی ایک قول کو اختیار کرتے ہیں، ان کے اقوال کو چھوڑ کر بعد والوں کے اقوال کی طرف نہیں جاتے ہیں، اگر کسی مسئلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے کوئی بات منقول نہ ہو تو پھر ہم تابعین میں سے کسی کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔(المسودہ فی اصول الفقہ ص:۲۷۶)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول ہے کہ جو شخص قرآن وحدیث میں ایسی غیر معروف تاویل کرتا ہے جو صحابہ وتابعین سے منقول نہ ہو تو اللہ پر جھوٹ باندھنے والا، اللہ تعالی کی آیات میں الحاد سے کام لینے والا اور کلام اللہ کو اس کی جگہ سے بدلنے والا ہوگا، اس طرح کی غیر معروف تاویل درحقیقت زندقہ اور الحاد کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے، دین اسلام کی رو سے ایسی تاویل لازمی طور پر باطل ہے۔(مجموع الفتاوی ۱۳ / ۲۴۳)

مذکورہ بالا اقوال واضح طور پر کتاب وسنت کی تشریح میں حضرات صحابہ سے منقول اقوال وشرح کی اہمیت پر دلالت کرتے ہیں، کسی مسئلے میں ان کا اتفاق واجماع حجت ہے، ان کے اجماع سے خروج جائز نہیں۔

اسی طرح اگر کچھ صحابہ کرامؓ کا قول مشہور ومعروف ہو اور ان کا کوئی مخالف بھی نہ ہو تو صحیح ومختار مذہب یہ ہے کہ وہ قول بھی حجت ہے۔

اگر صحابۂ کرام کے مابین کسی مسئلے میں اختلاف ہو پھر بھی ان کے اقوال سے خروج جائز نہیں، بلکہ اہل علم کے نزدیک مجتہد، معتبر وجوہ ترجیح کے ذریعہ کسی ایک قول کو ترجیح دے کر اختیار کرے گا۔

مسئلہ: صحابی اگر دیگر صحابۂ کرام کی مخالفت کرے تو تین احوال سے خالی نہیں۔

(ا) وہ صحابی اپنی رائے سے رجوع کرلے اور دیگر صحابہ کے قول کو اختیار کرلے تو یہ صحابہ کا اس مسئلے پر اجماع شمار کیا جائے گا جیسا کہ ''ربوالفضل'' کے مسئلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہمانے اپنی رائے سے رجوع کرلیااوراس کی حرمت پر دیگرصحابۂ کرامؓ کی رائے سے اتفاق کرلیا۔

(۲) دیگرصحابۂ کرامؓ اپنی رائے سے رجوع کرلیں اوراس صحابیؓ کی رائے کواختیار کرلیں تو اس صورت میں بھی صحابۂ کرامؓ کا اس مسئلے پراجماع شمار کیا جائے گا جیسا کہ مانعین زکوۃ سے قتال کے بارے میں باقی صحابۂ کرامؓ نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے سے اتفاق کرلیا تھا۔

(۳) وہ صحابیؓ اپنی رائے پر برقرار رہے اور دیگرصحابۂ کرامؓ بھی اپنی رائے پر رہیں اوراس مخالفت کرنے والے صحابیؓ کی رائے پرنکیر کریں تو ایسی صورت میں مخالفت کرنے والے صحابی کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اوراس مسئلہ پراجماع شمار کیا جائے گا۔

اگرصحابۂ کرامؓ اس صحابیؓ کی رائے پرنکیر نہ فرمائیں تو پھراجماع شمار نہ ہوگا، جیسا کہ میراث میں عول کی صورت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باقی صحابۂ کرامؓ کی رائے کی مخالفت کی اورانہوں نے ان پرنکیر نہیں کی۔

اسی طرح متعہ کے مسئلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دیگرصحابۂ کرامؓ کی رائے سے اختلاف کیا، لیکن صحابۂ کرامؓ نے ان کی رائے پرنکیر فرمائی اوران کے اختلاف کو قابل اعتناء نہیں سمجھا، لہذا متعہ کی حرمت پرحضرات صحابہ کا اجماع شمار کیا جائے گا۔

اگرحدیث کسی ایسے معنیٰ پر دلالت کرے جو حضرات صحابہؓ کے اقوال سے ہٹ کر نہ ہو اور نہ ہی ان کے اقوال کے متضاد ہو تو ایسے معنیٰ کو بیان کرنا صحابۂ کرام کے اقوال سے اعراض نہیں سمجھا جائے گا اور نہ ہی اسے ان کے مقام ورائے کے برخلاف اپنی رائے پر چلنا شمار کیا جائے گا (السبیل ۱/۲)

☆ آثار صحابۂ کرامؓ کے مظان:

اہل علم نے نہایت اہتمام کے ساتھ حضرات صحابۂ کرامؓ کے آثار کو جمع اور مدون کیا ہے، حدیث کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ حضرات صحابۂ کرام کے آثار کے مطالعہ کا بہت زیادہ اہتمام کرے، اس لیے کہ ان آثار کی معرفت ضروری اور لابدی ہے، اگر ان کی اہمیت نہ ہوتی تو اہل علم اہتمام سے انہیں یکجا نہ کرتے، نہ ہی اس سلسلے میں الگ سے کتب، مصنفات اور اجزاء تحریر فرماتے۔

بعض اہم کتابیں جو آثار صحابہ پر مشتمل ہیں وہ مندرجۂ ذیل ہیں۔

(۰) المؤطا۔إمام مالک

(۱) المصنف۔ابن أبی شیبہ

یہ صحابۂ کرامؓ کے آثار پر مشتمل سب سے بڑی کتاب ہے، جسے شیخ محمد عوامہ نے اپنی تحقیق سے ۲۶ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

(۲) المصنف۔عبدالرزاق

(۳) الأوسط۔ابن عبدالبر

(۴) الآثار۔إمام محمد

(۵) الآثار۔إمام أبویوسف

(۶) سنن سعید بن منصور۔سعید بن منصور

(۷) مسند دارمی۔دارمی

(۸) تهذیب الآثار۔ابن جریر طبری

(۹) شرح مشکل الآثار۔إمام طحاوی

(۱۰) شرح معانی الآثار۔إمام طحاوی

(۱۱) السنن الکبری۔إمام بیهقی

(۱۲) المحلی۔ابن حزم

(۱۳) الصحیح۔إمام بخاری

(۱۴) الجامع۔إمام ترمذی

اسی طرح آثارصحابہ کوان اجزائے حدیثیہ میں بھی تلاش کیا جاسکتا ہے جن میں اہل علم نے ایک معین موضوع سے متعلق احادیث مفردہ کو جمع کیا ہے، عام طور سے اس طرح کی کتابوں میں آثارصحابہ مذکور ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ

حدیث کی شرح اقوال تابعینؒ کے ذریعہ

اگر حضرات صحابۂ کرامؓ علم نبوت کے وارث تھے تو بلا شبہ حضرات تابعین، صحابۂ کرام کے علم کے وارث تھے، تابعین کا زمانہ حضرات صحابۂ کرام سے متصل تھا، انہوں نے صحابۂ کرام کے ہاتھوں تربیت پائی اوران کے علم سے سیراب ہوئے، چناں چہ وہ حضرات صحابۂ کرام کے بہترین جانشین تھے، تابعین ایسے اعلی لوگ ہیں جن کی خود اللہ تعالی نے تعریف فرمائی ہے اور ان کے حق میں بھلائی اور احسان کی گواہی دی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه وأعدلهم جنات تجرى تحتها الأنهار (سورۂ توبہ آیت نمبر:۱۰۰)

اس آیت میں وارد ارشاد و الذين اتبعوهم بإحسان کی تفسیر میں دو قول مروی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور عبدالرحمن بن ابی لیلی سے منقول ہے کہ اس سے مراد تابعین ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے سابقین اولین صحابۂ کرام کے بعد تا قیامت آنے والے اہل اسلام مراد ہیں، ان میں صحابہ بھی شامل ہیں جو سابقین اولین کے بعد نیکی و بھلائی کے ساتھ ان کے پیچھے چلے اور تا قیامت آنے والے مسلمان بھی ان میں شامل ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ۶/ ۱۸۶۹، تفسیر السمعانی ۱/ ۳۴۲، تفسیر البغوی ۴/ ۸۷)

آیت مبارکہ تابعین کی فضیلت پر واضح دلیل ہے، خواہ اسے پہلے معنی پر محمول کیا جائے یا دوسرے معنی پر، اگر پہلا معنی مراد لیا جائے تو بات بے غبار اور واضح ہے اور اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے تو بھی تابعین بطریق اولی اس فضیلت میں داخل ہیں، اس لیے کہ نیکی میں صحابۂ کرام

کی اتباع کا معنی ان میں پائے جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تابعین کی فضیلت اور ان کے علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے "تسمعون ويسمع منكم ويسمع ممن يسمع منكم" یعنی تم لوگ مجھ سے دین سنا کرتے ہو اور پھر تم سے سنا جائے گا اور ان لوگوں سے سنا جائے گا جو تم سے سنتے ہیں۔ (ابوداود کتاب العلم باب فضل نشر العلم ص: ۵۵۶ رقم: ۳۶۵۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کے علوم سماعی ہیں، خلف، سلف سے حاصل کریں گے اور سابقین، لاحقین سے اس علم کی میراث پائیں گے، یوں یہ سلسلہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تسلسل کے ساتھ ایک لڑی کی شکل میں چلتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالی اس دنیا کو فنا فرما کر دنیا و مافیھا کا اکیلا ہی مالک بن جائے گا، یہ صرف امت محمدیہ کی خصوصیت ہے جو ان سے پہلے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

نیز اس حدیث میں واضح طور پر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضرات صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کریں گے اور تابعین، صحابۂ کرام سے علم حاصل کریں گے اور بعد کے لوگ تابعین سے علم حاصل کریں گے، چناں چہ تابعین، صحابۂ کرام اور بعد والوں کو ملانے والا کڑا ہے۔

حدیث میں وارد مطلوبہ سماع، حدیث کے سماع میں محصور نہیں، بلکہ صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتاب وسنت کے جتنے علوم حاصل کیے، وہ سب اس میں شامل ہیں اور تابعین نے صحابۂ کرام سے صحیح وثابت شدہ اسانید کے ساتھ ان تمام علوم کو حاصل کیا اور اپنے بعد والوں تک پہنچایا۔

سلف صالحین، تابعین کے کلام وعلوم کو بڑی اہمیت دیا کرتے تھے، انہوں نے خوب اہتمام سے تابعین کے اقوال وعلوم کو نقل و مدون کیا اور ان پر ہر ممکن توجہ دی، اس لیے کہ سلف صالحین کے دل ودماغ میں تابعین کی فضیلت، مقام ومرتبہ، وسعت علمی، زمانۂ نبوت سے

قربت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ علم اور دین کی سمجھ رکھنے والے یعنی حضرات صحابۂ کرام سے علم حاصل کرنا پیوست ہو چکا تھا۔

چوتھا طریقہ

حدیث کی شرح عربی لغات کے ذریعہ

عربی زبان شریعت کی اصل اور اس کے علوم کی کنجی ہے، قرآن وسنت اور اس کے اسرار ورموز کو عربی زبان کی معرفت کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا ہے، یہ عربی زبان، قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے، اہل علم نے عربی زبان کو بہت اہمیت دی ہے اور شریعت کے علوم کے طالب کے لیے اسے سیکھنا ضروری قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہر مسلمان پر اپنی وسعت کے مطابق اتنی عربی سیکھنا ضروری ہے کہ وہ شہادتین، ما تجوز بہ الصلوۃ قرآن کی تلاوت اور نماز میں پڑھے جانے والے اذکار وادعیہ کو پڑھ سکے اور اگر اس سے بھی زیادہ عربی زبان کو سیکھے تو یہ اس کے لیے بہتر ہی بہتر ہوگا۔ (الرسالہ ص: ۴۸، ۴۹)

ابن تیمیہ کا ارشاد ہے کہ نفس عربی زبان دین میں سے ہے اور اسے جاننا فرض ہے، اس لیے کہ قرآن وحدیث کو سمجھنا فرض ہے اور قرآن وحدیث بغیر عربی زبان کی معرفت کے نہیں سمجھا جا سکتا ہے، اور واجب اور ضروری امر جس چیز کے بغیر ناممکن ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے لہذا عربی زبان کا سیکھنا بھی واجب ہوگا۔

جب ہر فن والوں کی توجہ کا مرکز عربی زبان ہے تو محدثین تو بدرجۂ اولی اسے اپنی توجہ کا مرکز بنائیں گے، اس لیے کہ ان کے تمام علوم کا سرچشمہ ہی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو عربی زبان میں ہے۔ (ماخوذ: علم شرح الحدیث دراسة تأصیلیة: تالیف: بسام بن خلیل الصفدی، علم شرح الحدیث وروافد البحث فیہ تالیف: محمد بن عمر بن سالم بازمول)

نوٹ: اب شرح حدیث کے لیے ضروری چودہ امور بالترتیب ذکر کیے جا رہے ہیں۔

(۱)
الفاظ حدیث کو درستگی کے ساتھ پڑھنا

الفاظ حدیث کے ضبط میں غلطی سے اجتناب کرنا یہ طبعاً، عقلاً اور شرعاً مطلوب ہے، جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ الفاظ حدیث کو درستگی کے ساتھ پڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ طالب علم پہلے عربی زبان میں مہارت حاصل کرے

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ جب شریعت کے علوم کا دارومدار عربی زبان پر ہے اور شریعت کے علوم میں مہارت کے بغیر عربی زبان کے حاصل نہیں ہوسکتی تو طالب حدیث پر ضروری ہے کہ ابتداء میں اپنی تمام تر توجہ عربی زبان کی اصلاح ودرستگی کی طرف مرکوز کریں پھر عربی زبان میں بھی بہت سارے فنون ہیں، ان سب میں کمال حاصل کرنا دشوار بھی ہے، اس لیے کم از کم تین باتوں کو جاننا بہت ضروری ہے، اسما، افعال اوراعراب کی وجوہات۔

نیز الفاظ حدیث کو درستگی کے ساتھ پڑھنے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث مبارکہ کو یاد رکھنے اوراس کی تبلیغ واشاعت کرنے والے کے حق میں جو دعا فرمائی ہے، اس میں ’’وأداها كما سمعها‘‘ کی قید لگائی، کہ جیسا سنا من وعن ویسا ہی پہنچادیا، اب جو آدمی عربی زبان میں ماہر نہ ہوگا تو بات کو من وعن کیسے پہنچائے گا؟ بجائے دعا کے مستحق ہونے کے ’’من كذب علي‘‘ کی بددعا کا مصداق بن جائے گا۔

الفاظ حدیث میں غلطی کرنے والے پر اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ ’’من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار‘‘ کی سخت وعید میں داخل ہوجائے جیسا کہ امام اصمعیؒ نے فرمایا ہے کہ ’’إن أخوف ما أخاف على طالب العلم إذا لم يكن يعرف النحو أن يدخل في جملة قوله صلى الله عليه وآله وسلم من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار‘‘

سب سے زیادہ طالب حدیث پر اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ نحو سے ناواقفیت کی بنا پر الفاظ حدیث کو غلط سلط پڑھ دے اور من کذب۔۔۔ کی شدید وعید میں داخل ہو جائے۔ وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحن و غلطی سے پاک صاف تھے، اب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرے اور لحن و غلطی کا شکار ہو جائے تو گویا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ لحان تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح لحن کے ساتھ بیان فرمایا تھا۔ (تدریب الراوی : ۲ / ۹۸)

خطیب بغدادیؒ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ امام شعبہؒ نے فرمایا کہ "من طلب الحدیث ولم یبصر العربیة کمثل رجل علیه برنس ولیس له رأس" کہ جو شخص علم حدیث کو طلب کرے لیکن عربی زبان میں مہارت نہ ہو تو وہ آدمی ایسا ہے کہ ٹوپی تو ہو لیکن سر ہی نہ ہو۔

نوٹ: برنس ایسے ثوب کو کہتے ہیں جس میں سر ڈھانپنے کی ٹوپی بھی اس کے ساتھ سلی ہوئی ہوتی ہے اب اگر ایسا برنس اوڑھ رکھا ہو جس میں سے ٹوپی (یعنی اس کا سر) غائب ہو تو وہ عیب دار اور بے کار ہوگا، رین کوٹ کا اوپر حصہ تقریبا برنس کے مشابہ ہے۔

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں "مثل الذی یطلب الحدیث ولا یعرف النحو مثل الحمار علیه مخلاة ولا شعیر فیه" اس آدمی کی مثال جو حدیث کو طلب کرتا ہو لیکن نحو سے جاہل ہو وہ اس گدھے کی طرح ہے جس کی پشت پر تھیلا تو رکھا ہوا ہو لیکن اس میں اناج نہ ہو۔

کبھی الفاظ حدیث صحیح نہ پڑھنے کی وجہ سے معنی بدل کر کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے اور انتہائی تعجب خیز اور مضحکہ خیز نتائج رونما ہوتے ہیں جیسے نصاری نے ایک لفظ کے تلفظ میں غلطی کی اور مطلب غلط سمجھ کر کافر ہو گئے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "انت نَبِیُّ ولّدتک من البتول" کہ آپ میرے نبی ہیں، میں نے آپ کو حضرت

مریم سے پیدا کیا ہے۔

نصاری اس میں زبردست تصحیف کے شکار ہو گئے اور انہوں نے پڑھا "أنت بُنَیَّ ولدتک من البتول" نبی کے بجائے بنی اور ولدتک بتشدید اللام کے بجائے ولدتک بتخفیف اللام پڑھ دیا، مطلب یہ ہوگا کہ آپ میرے بیٹے ہیں میں نے آپ کو بتول سے جنا ہے۔

اسی طرح سب سے پہلے جو فتنہ اسلام میں وقوع پذیر ہوا، اس کا سبب بھی یہی تصحیف ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس آدمی کے متعلق اہل مصر کو لکھا جس کو آپ نے امیر بنا کر بھیجا تھا ۔"إذا جاء کم فاقبلوه" کہ جب امیر تمہارے پاس آجائے تو قبول کر لینا! اہل مصر نے بجائے "فاقبلوا" کہ " فاقتلوه" پڑھ دیا، اس کے بعد جو کچھ واقع ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ (تدریب ۲/ ۶۳)

ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین" آئندہ آنے والے لوگوں میں سے اچھے لوگ (معتمد اور ثقہ) اس کتاب کے علم کو حاصل کریں گے اور پھر اس علم کے ذریعہ غلو کرنے والوں کی تحریف، غلط کاروں کی غلطیوں اور آیات قرآنی و احادیث میں کی گئی جاہلوں کی تاویلوں کو رد کریں گے۔

حدیث میں لفظ خلف بفتح اللام ہے جس کے معنی اچھے جانشین کے ہے، لیکن بعض لوگوں نے اس لفظ کو بسکون اللام خلْف پڑھ دیا، جس کے معنی برے جانشین کے ہے، اس معمولی غلطی کی وجہ سے معنی کچھ کا کچھ ہو گیا، اور منشائے نبوی ﷺ فوت ہو گیا، اس لیے کہ آپ کا منشاء حاملین علم کی تعریف کرنا تھا، نہ کہ ان کی مذمت! لیکن خلف بسکون اللام پڑھنے کی وجہ سے حاملینِ علم کی مذمت ہو گئی۔

ایک اور دلچسپ مثال ملاحظہ فرمائیں! کسی خلیفہ نے اپنے عامل کو لکھ بھیجا "أحص المخنثین" کہ اپنے شہر کے مخنثین کو شمار کر لو! لیکن اس عامل نے بجائے أحص (بالحاء

المهمله) کہ أخص (بالخاء المعجمه) پڑھ دیا اور غلط مطلب سمجھ کر سارے مخنثین کو خصی کردیا۔(تدریب ٢/ ٦٥)

علمائے متقدمین کے نزدیک تصحیح الفاظ کی بہت زیادہ اہمیت تھی، وہ حضرات ان لوگوں سے سخت ناراض ہوتے تھے جو تصحیح الفاظ میں گڑ بڑ کرتے تھے۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے، وہ لوگ تیراندازی کی مشق کررہے تھے، لیکن اچھی طرح تیراندازی نہیں کررہے تھے، ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو دیکھ کر عرض کیا "یاأمیر المؤمنین نحن قوم متعلمین"۔ بجائے "نحن قوم متعلمون" کہنے کہ "نحن قوم متعلمین" کہہ دیا کہ ہم تو ابھی تیراندازی سیکھ رہے ہیں ماہر فن نہیں ہے، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا دورانِ گفتگو غلطی کرنا یہ تیراندازی میں غلطی کرنے کے مقابلہ میں خطرناک ہے، اللہ تعالی اس آدمی پر رحم کرے جس نے اپنی زبان کی اصلاح کرلی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنے صاحبزادہ کو الفاظ میں غلطی کا ارتکاب کرنے پر مارا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے عرض کیا کہ ہمارا امام پڑھنے میں غلطی کرتا ہے کیا کیا جائے؟ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ اسے امامت سے الگ کردو۔

حماد بن سلمہؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی مجھ سے احادیث بیان کرنے میں غلطی کریں وہ مجھ سے حدیث بیان نہ کریں۔(غریب الحدیث للخطابی : ١/ ٦٠)

الفاظ حدیث کی تصحیح کے لیے طالب علم حدیث کے لیے نحو وصرف اور عربی زبان میں مہرت کے ساتھ ساتھ کتب غریب الحدیث کی مراجعت نہایت ضروری ہے، اس لیے غریب الحدیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(۲)
علم غریب الحدیث
(مشکل اور نامانوس الفاظ کے معانی کا علم)

غریب الحدیث متن میں پائے جانے والے ان مشکل الفاظ کو کہتے ہیں جن کا معنی ومراد لفظ کے قلیل الاستعمال ہونے یا مختلف معانی کا احتمال رکھنے کی وجہ سے واضح نہ ہو، کتب غریب الحدیث میں الفاظ کے معانی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ محتاج ضبط الفاظ کا ضبط بھی بیان کردیا جاتا ہے، اس فن میں لکھی گئی تین کتابوں کا تعارف تفصیلاً اور باقی کتابوں کا تعارف اجمالاً پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) غریب الحدیث

تالیف : ابوعبید قاسم بن سلام ہروی المتوفی ۲۲۴ھ

اس موضوع پر یہ نہایت اہم اور رفیع الشان کتاب ہے، اس کتاب میں مؤلف نے اولاً وہ قلیل الاستعمال، غریب، غامض اور بعید عن الفہم الفاظ بیان کیے ہیں جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آثار صحابہؓ اور اقوال تابعین عظامؒ میں وارد ہوئے ہیں۔

مؤلف نے حدیث وآثار کا بکثرت تتبع کیا ہے، متقدمین کی کتابوں میں جو کچھ بیان ہوا تھا، انہیں جمع بھی کیا ہے اور ان کی تشریح بھی کی ہے، صحابہ کرامؓ سے مروی احادیث کو الگ اور تابعین عظامؒ سے وارد آثار کو الگ بیان کیا ہے۔

ترتیب : **اولاً :** مرفوع اور متصل السند احادیث کو بیان کیا ہے، ان کی تعداد پانچ سو چالیس (۵۴۰) ہے۔

ثانیاً: آثار صحابہؓ کو ذکر کیا ہے۔

ثالثاً: تابعین سے مروی اقوال کو بیان کیا ہے۔

رابعاً: ایسی روایات کا ذکر ہے، جن کے اصحاب و ناقلین غیر معروف ہیں یہ بہت کم ہیں، پانچ تک تعداد ہے۔اس طرح پوری کتاب میں بیان کردہ احادیث وآثار کی تعداد گیارہ سو (۱۱۰۰) کے قریب ہیں۔

طریقۂ کار

امام ابو عبید نے غریب الحدیث کی وضاحت کے لیے مندرجۂ ذیل طریقہ اختیار کیا ہے۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر کے حدیث ذکر کرتے ہیں، پھر حدیث کی سند ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد غریب الحدیث کی وضاحت کرتے ہیں۔

(۲) کبھی سند ذکر کرنے کے بعد حدیث کا اعادہ کرتے ہیں اور کبھی حدیث کا اعادہ کیے بغیر غریب الحدیث کی وضاحت کرتے ہیں۔

(۳) کبھی حدیث کو مرفوعًا اور کبھی مرسلاً ذکر کرتے ہیں۔

(۴) کبھی اختلاف روایت کی وجہ سے حدیث کو ایک سے زائد اسانید سے ذکر کرتے ہیں۔

(۵) کبھی حدیث ذکر کرتے ہیں لیکن سند کو ذکر کرنا چھوڑ دیتے ہیں، اگرچہ ایسی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔

(٦) اگر حدیث بیان کرنے میں کسی راوی سے غلطی ہوئی ہوتی ہے تو اس پر تنبیہ کر کے اس غلطی کی تصحیح کر دیتے ہیں۔

(۷) اگر حدیث طویل ہوتی ہے تو صرف غریب الحدیث کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(۸) کبھی حدیث کے معنیٔ عام کی وضاحت کے لیے حدیث ذکر کرتے ہیں، اگرچہ اس حدیث میں کوئی لفظ محتاج تشریح نہیں ہوتا۔

(۹) ابوعبید غریب الحدیث کی وضاحت کے لیے مکمل کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے قرآن، حدیث، اشعار عرب، امثال اور علمائے متقدمین کی آراء سے مدد لیتے ہیں، اور غریب الحدیث کی وضاحت کے بعد احکام فقہیہ بھی بیان کرتے ہیں۔

(۱۰) ابوعبید نے اپنی اس کتاب میں صرف غریب الحدیث کی وضاحت ہی نہیں کی ہے بلکہ قواعد نحویہ وصرفیہ، علوم حدیث، فقہ اور عقائد وغیرہ امور پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

☆ کتاب علماء کی نگاہ میں

ابن قتیبہ: ابوعبید نے غریب الحدیث کی وضاحت میں ایک ایسی کتاب تصنیف فرمائی ہے کہ اس کو دیکھنے والا دوسری کتابوں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

ابن درستویہ: ابوعبید نے غریب الحدیث کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے، کیا ہی عمدہ یہ تصنیف ہے، محدثین، فقہاء اور اہلِ لغت اپنے اپنے مقصد کی تمام چیزوں کے اس میں جمع ہونے کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

خطابی: ابوعبید نے اپنی اس کتاب میں اکثر غریب الحدیث کی وضاحت کر دی ہے، ان کی یہ کتاب کتب غریب الحدیث میں امام کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب علماء کی نگاہ میں مقبول ہے، اور علماء اختلاف کے وقت اسی کتاب کو فیصل بناتے ہیں۔

حاکم نیشاپوری: اللہ تعالیٰ نے اس امت پر چار لوگوں کے ذریعہ انعام کیا ہے۔

(۱) امام شافعی کے فقہ کے ذریعہ۔

(۲) ابوعبید کے ذریعہ کہ انہوں نے غریب الحدیث کی وضاحت کی۔

(۳) یحیٰ بن معین کے ذریعہ کہ انہوں نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کذب کو نکال باہر

کیا۔

(۴) امام احمد بن حنبل کے ذریعہ کہ وہ خلق قرآن کے مسئلہ میں ثابت قدم رہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں امام ابوعبید نے اپنی عمر کا بڑا حصہ صرف کیا یعنی چالیس سال کی مدت میں مکمل کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیان الفاظ ،صحت معنی ، وجوہ استنباط اور بکثرت فقہی معلومات کے اعتبار سے یہ ایک اچھوتی کتاب بن گئی ہے،بعد کے علمائے کبار نے اس کتاب کے ساتھ خصوصی اعتناء کا معاملہ کیا اور اس کی متعدد شروح اور مختصرات وتعلیقات لکھیں۔(غریب الحدیث ۱/۵۷)

(۲) النھایۃ فی غریب الحدیث

تالیف : ابوالسعادات مبارک بن محمد بن محمد ابن اثیر جزریؒ (م:٦٠٦)

یہ کتاب غریب الحدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ اہم کتاب ہے اور سب سے زیادہ معتبر و پرمغز کتاب ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب غریب الحدیث کی کتابوں میں سب سے عمدہ کتاب ہے اور سب سے زیادہ مشہور اور سب سے زیادہ رائج ہے، مؤلف نے اس کتاب کو بڑی جانفشانی سے بڑے ہی اچھے انداز میں الف بائی ترتیب پر مرتب کیا ہے، واقعۃً یہ کتاب فن غریب الحدیث میں ''نہایہ'' ہے، بہت کم احادیث ان سے چھوٹ گئی ہیں، جنہیں امام سیوطیؒ نے ''التذییل والتذنیب'' میں ذکر کیا ہے۔

امام جزریؒ نے اس کتاب کی ترتیب میں خاص طور سے دو کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

(۱) ہروی کی کتاب ''غریب الحدیث'' سے جس کی طرف حرف "ھ" سے اشارہ کیا ہے۔

(۲) ابوموسی محمد بن ابی بکر المدینی کی کتاب "المغیث فی غریبی القرآن والحدیث" سے جس کی طرف لفظ "س" سے اشارہ کیا ہے۔

اور دیگر کتابوں سے جن اشیاء کا استفادہ کیا ہے، ان کی طرف کسی بھی حرف سے اشارہ نہیں کیا ہے۔

(۳) مجمع بحار الأنوار

تالیف: علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ (م: ۹۸۶)

اس کتاب کا اصل اور مکمل نام "مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل والأخبار" ہے، مگر اختصار اور عرف کی بنا پر عموماً لوگوں نے پورا نام لکھنے کے بجائے صرف "مجمع البحار" رکھا ہے، یہ مصنف کی سب سے اہم اور مہتم بالشان کتاب ہے، ان کا بیان ہے کہ اس کی بنیاد "نہایہ" ابن اثیر اور "ناظر عین الغربیین" پر رکھی ہے، یہ ایک جامع لغت ہے، جس میں کلام مجید اور حدیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق بیان کی گئی ہے، یہ کتاب اگرچہ مشکل اور غریب الفاظ حدیث کی توضیح کے لیے لکھی گئی ہے اور اس لحاظ سے یہ واقعۃً عدیم المثال ہے، مگر مصنف نے چوں کہ ان احادیث کو بھی نقل کر دیا ہے، جن میں یہ الفاظ مذکور ہیں، اس طرح یہ حل لغات کے علاوہ حدیثوں کی عمدہ شرح وتفسیر بھی ہے، اسی لیے علمائے فن نے اس کو صحاح ستہ کی شرح بھی کہا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں،

از آنجملہ کتابے است کہ متکفل شرح صحاح ستہ است مسمی مجمع البحار۔

(ان کی تصنیفات میں ایک کتاب ہے جو صحاح ستہ کی شرح کی ضامن ہے، اس کا نام مجمع البحار ہے)

ڈاکٹر زبیر احمد صاحب رقمطراز ہیں،

شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی تصنیف لطیف ہے، اس کو اپنے مرشدِ کامل شیخ علی متقی کے نام گرامی سے معنون کیا ہے، یہ تصنیف قرآن وحدیث کی جامع لغت ہے، الفاظ کی ترتیب مادہ کے حروف پر ہے، ایک مادہ کے جس قدر حروف قرآن وحدیث میں آئے ہیں، ان سب کو ایک جگہ بیان کرتے ہیں اور جن احادیث میں وہ الفاظ آئے ہیں ان کو بھی نقل کرتے ہیں، اس سے پہلے غرائب قرآن وحدیث پر کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں لیکن میری ناقص رائے میں یہ سب سے بہتر اور جامع تر ہے۔

کتاب کی اس عظمت واہمیت کی بنا پر اسے اہل علم میں بڑا حسن قبول حاصل ہے، خود مصنف کی زندگی ہی میں اسے بڑی شہرت ومقبولیت حاصل ہوگئی تھی اور اس کی نقلیں اور نسخے دور دراز شہروں میں پھیل گئے تھے، اسے مرتب کر کے مصنف نے دراصل علماء پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ لکھتے ہیں۔

علمائے اعلام نے اس کی جانب غیر معمولی اعتناء کیا، یہی وجہ ہے کہ مصنف کی زندگی ہی میں یہ کتاب پورے طور پر مقبول ہوگئی اور اس کی نقلیں دور دراز شہروں میں پھیل گئیں، لوگوں نے اس کی نقل میں ایسی رغبت دکھائی کہ ہندوستان کے شہروں کا شاید ہی کوئی قابل ذکر کتب خانہ ایسا ہو جس میں اس کا نسخہ موجود نہ ہو، یہ کتاب علوم دینیہ سے شغف رکھنے والے تمام اصحاب علم کے پیش نظر رہتی ہے۔ ان کے حوالہ وماخذ کا کام دیتی ہے، اور وہ اس سے مشکلات میں استفادہ کرتے ہیں۔

کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے علم حدیث کی اہمیت بیان کی ہے اور غرائب پر قدیم مصنفین اور علمائے اسلام کے اعتناء اور کتابیں لکھنے کا ذکر کیا ہے، پھر خود اس موضوع پر یہ کتاب لکھنے کی وجہ، اس کی نوعیت اور وہ اصول تحریر کیے ہیں جن کو اس کتاب میں مدنظر رکھا ہے، کتاب کے آخر میں مصطلحات حدیث کی وضاحت اور سادات کی تاریخ درج ہے۔

ذیل میں اس کی چند نمایاں خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) یہ اپنے موضوع پر اہم اور حاوی ہونے کے علاوہ احادیث کی تشریح وتفسیر کے لحاظ سے بھی نہایت مفید، کارآمد اور بلند پایہ کتاب ہے۔

(۲) ابن اثیر کی "نہایہ" اس موضوع پر بے نظیر کتاب خیال کی جاتی ہے، مجمع البحار میں اس کے تمام مباحث سمیٹ لیے گئے ہیں، اس کی کوئی اہم بحث شاذ و نادر ہی اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہو، البتہ جو باتیں زیادہ مشہور ہیں انہیں اس میں قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ "النہایہ" کے علاوہ بھی اس فن کی اہم تصانیف کے مندرجات اور مفید بحثوں کو بھی اس میں نقل کیا گیا ہے۔

(۳) اس موضوع پر اس سے پہلے جو کتابیں لکھی گئی ہیں یہ ان سب کی جامع بھی ہے اور ان پر اضافہ بھی ہے، کیوں کہ اس میں متعدد ایسے امور سے بھی تعرض کیا گیا ہے جن کے ذکر سے اس فن کی دوسری کتابیں خالی ہیں۔

(۴) اوپر ذکر آچکا ہے کہ ابن اثیر کی " النہایہ" اس فن کی مہتم بالشان تصنیف ہے، جس کے مباحث کو مجمع البحار میں سمیٹ لیا گیا ہے، اس کے علاوہ اس کتاب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں النہایہ پر متعدد اضافے بھی کیے ہیں، جیسے ابن اثیر نے عموماً کلمات کو ضبط نہیں کیا ہے، مگر علامہ پٹنی ان کے ضبط کا بڑا اہتمام کرتے ہیں اور طلبہ کی سہولت کے خیال سے لفظوں کو اسی ہیئت میں نقل کرتے ہیں، جس ہیئت میں وہ حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح صاحب "النہایہ" مادہ کے ذکر میں اس کے دوسرے صیغوں اور مشتقات کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں، مگر صاحب مجمع البحار صیغوں اور مشتقات کا بھی ذکر کرتے ہیں، انہوں نے بعض شارحین کے حوالہ سے بھی ابن اثیر کے بیان پر اضافے کیے ہیں۔

(۵) یہ کتاب شروحات حدیث کے مباحث کی جامع بھی ہے، اس موضوع کی کتابوں میں لفظوں کے جو وضعی معنی بیان کیے گئے ہیں، ان سے واقفیت کے بعد بھی حدیث کے مفہوم میں اشکال باقی رہتا ہے، جس کے حل کے لیے کتب شروح کی احتیاج رہ جاتی ہے، لیکن اس کتاب کا

مطالعہ شروحات سے بے نیاز کردیتا ہے، کیوں کہ مصنف ان امور کو بھی بیان کرتے ہیں جو شروحات میں مذکور ہیں۔

(٦) غریب الحدیث کے مصنفین نے ان لفظوں کے معنی نہیں لکھے ہیں جن کے وضعی معنی معلوم ومشہور ہیں، لیکن "مجمع البحار" میں اسے اس لیے نقل کیا گیا ہے کہ زیر بحث حدیث میں اس لفظ کی تاویل کسی خاص نوعیت کی ہوتی ہے۔

(٧) معنیٔ حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے وہ شارحین کے بیان پر اضافہ بھی کرتے ہیں، اس لحاظ سے بھی عام شرحوں پر بھی یک گونہ اضافہ ہے۔ (تذکرۃ المحدثین، مقدمہ مجمع بحار الانوار)

رموز:

(١) نه - نهايه لابن الأثير

(٢) مخ یا در - الدر النثير مختصر نهايه

(٣) قس یا ق - ارشاد الساری للقسطلانی

(٤) ک - شرح بخاری لکرمانی

(٥) مق - المقاصد شرح البخاری

(٦) ن - شرح مسلم للنووی

(٧) ابی - شرح مسلم للأبی

(٨) ط - شرح مشکوۃ للطیبی

(٩) ج - شرح جامع الأصول للابن اثیر

(١٠) غ - ناظر عين الغريبين

(١١) مف - مفاتيح شرح المصابيح

(١٢) زر - حاشية البخاری للزرکشی

(١٣) تو - توسط شرح سنن أبی داؤد؟

(۱۴) مد - مدارک التنزیل

(۱۵) قا - تفسیر قاضی بیضاوی

(۱۶) ش - زبدہ شرح الشفا

(۱۷) شم - شرح الشفا للشمنی

(۱۸) شا - **شفا کی دو شرحیں**

الفاظ "غریبہ" کی وضاحت کے بعد مؤلف نے کتاب کے آخر میں چند فصلوں کا اضافہ کیا ہے، جو مندرجۂ ذیل ہیں۔۔۔

(۱) فصل: فی علومہ واصطلاحہ

(۲) فصل: فی تعیین بعض الأحادیث المشتہرۃ علی الألسن والصواب خلافہا۔

(۳) نوع: فی ضبط بعض أسامی الرواۃ علی وجہ الکلیۃ علی مافی کتاب "المغنی"۔

(۴) فصل: فی آداب الکتابۃ۔

(۵) فصل: فی السیر من سیدنا المختصر فی سبب قدوم الحبشۃ فی الیمن وتعرض أبرھۃ للکعبۃ المشرفۃ ووقوعہ تحت ولایۃ کسری۔

(۶) فصل: فیما یتصل بالصحابۃ۔

(۷) نوع: فی العشرۃ المبشرۃ۔

(۸) نوع: فی بعض الصحابۃ والتابعین وتبعھم وبعض المحدثین المصنفین والفقہاء المشھورین فی الأمۃ وبعض الفقہاء من طبقات الحنفیۃ وبعض المتکلمین وغیر ذلک۔

ان امور کو ذکر کرنے کے بعد مؤلف نے کتاب مجمع بحار الانوار کا تکملہ تحریر فرمایا ہے، جو مطبوعہ کتاب کی پانچویں جلد کے ساتھ ملحق ہے۔

اجمالی فہرست:

(۱) غریب الحدیث: أبو عبید قاسم بن سلام ہروی (م:۲۲٤)

(۲) غریب الحدیث: أبو عمرو شمر بن حمدویه (م:۲۵٦)

(۳) غریب الحدیث: أبو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری (م:۲۷٦)

(٤) غریب الحدیث: أبو إسحاق إبراهیم بن إسحاق الحربی البغدادی (م: ۲۸۵)

(۵) کتاب الدلائل: أبو محمد قاسم بن ثابت بن حزم سر قسطی (م: ۳۰۲)

(٦) غریب الحدیث: أبو سلیمان حمد بن محمد خطابی (م: ۳۸۸)

(۷) کتاب الغریبین: أبو عبیدہ أحمد بن محمد بن محمد عبدی (م: ۴۰۱)

(۸) مجمع الغرائب: عبدالغافر فارسی (م: ۵۲۹)

(۹) الفائق فی غریب الحدیث: جار اللہ محمود بن عمر زمخشری (م: ۵۳۸)

(۱۰) مطالع الأنوار علی صحاح الآثار: ابن قرقول (م: ۵٦۹)

(۱۱) المجموع المغیث في غریبی القرآن والحدیث: حافظ ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر بن ابی عیسیٰ المدینی أصفهانی (م: ۵۸۱)

(۱۲) النهایة فی غریب الحدیث: أبو السعادات مبارک بن محمد بن محمد ابن أثیر جزری علیہ الرحمۃ (م: ٦۰٦)

(۱۳) تقریب النهایة في غریب الحدیث: محمود بن أحمد قاضي أبو الثناء ابن الخطیب (م:۸۳٤)

(۱٤) مجمع بحار الأنوار: علامہ محمد بن طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ (م:۹۸٦)

احادیث میں مذکور کلمات غریبہ کے صحیح ضبط اور معانی کے لئے طالب علم حدیث کو شروحات کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا کتابوں کی مراجعت کرنی چاہیئے۔

لغات ومعاجم

کتب لغات ومعاجم سے بھی اس باب میں مستغنی نہیں ہوا جاسکتا ہے، اس لیے کہ ان معاجم کے مؤلفین کا اصل منشا قرآن وحدیث کے معانی کو بیان کرنا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ کی اہم کتابیں مندرجۂ ذیل ہیں۔

(۱) العین :۔خلیل بن احمد

(۲) جمہرۃ اللغة :۔ابوبکر بن درید

(۳) تہذیب اللغة :۔ابو منصور ازہری

(۴) تاج اللغة وصحاح العربیة :۔جوہری

(۵) مقاییس اللغة :۔ابن فارس

(۶) لسان العرب ۔:ابو منظور

(۷) القاموس المحیط :فیروز آبادی

اس باب میں یہ سب سے اہم اور نافع کتاب ہے، جس میں اکثر باتیں تہذیب اللغة، تاج اللغة، المحکم لابن سیدہ، النہایہ لابن الاثیر سے جمع کر دی گئی ہیں، ابن منظور اس جمع وترتیب میں شکریہ کے مستحق ہیں۔اس کتاب میں بہت سی احادیث کے معانی کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔

(۳)

(حدیث کے شان ورود کا علم)

سبب ورود الحدیث کو فن حدیث میں وہی اہمیت حاصل ہے، جو فن تفسیر میں شان نزول کو حاصل ہے، جس طرح آیت کے شان نزول سے آیت کے معانی کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے ،اسی طرح سبب ورود سے حدیث کے معانی کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

سبب ورود حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس پس منظر میں یا کس واقعہ کے پیش آنے پر ارشاد فرمائی تھی۔

انواع علوم حدیث میں یہ ایک مستقل نوع ہے جس کا اضافہ سراج بلقینی (م:۸۰۵) نے اپنی کتاب محاسن الاصطلاح میں کیا ہے، اسے حافظ ابن صلاح (م: ٦٤٣) نے اپنے مقدمے میں ذکر نہیں کیا تھا۔

سبب ورود کی دو قسمیں ہیں۔

☆ اول: جسے حدیث کے بیان کرنے کے دوران ہی ذکر کر دیا جائے۔

☆ دوم: جسے حدیث سے الگ بیان کیا جائے اس قسم کے سبب ورود پر واقفیت حاصل کرنے کے لیے حدیث کی مختلف طرق کو جمع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے یہ قسم قابل توجہ ہے۔

علماء نے سبب ورود جو کتابیں تالیف کی ہیں ان میں سے اکثر مفقود ہیں ،صرف دو کتابیں مطبوع اور مشہور ہیں۔

(۱) اللمع فی أسباب الحدیث: امام سیوطی (م:۹۱۱)

اس کتاب کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے، حدیث کو ذکر کرنے کے بعد

سبب ورود کو بیان کرتے ہیں۔

(۲)البیان والتعریف فی أسباب ورود الحدیث الشریف :ابن حمزہ حسینی دمشقی حنفی (م: ۱۱۲۰)

یہ اس فن کی سب سے بڑی کتاب ہے، جسے حروف ہجائیہ پر مرتب کیا گیا ہے، ابتداء میں ایک مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں سبب ورود کی اہمیت، اس کی قسمیں وغیرہ امور پر روشنی ڈالی ہے۔

اس کتاب میں کل (۱۸۳۹) احادیث ذکر کی گئی ہیں، جب کہ امام سیوطی نے (۲۳۷) روایات ذکر کی ہیں، اس سے دونوں کتابوں کی ضخامت کا فرق واضح ہوجاتا ہے۔

یہ دو کتابیں تو وہ ہیں جن میں احادیث کے اسباب ورود کو بیان کیا گیا ہے، اس کے علاوہ معاصرین نے اسباب ورود حدیث کی تعریف ،اہمیت ،مؤلفات وغیرہ پر بہت سے مقالات لکھیں ہیں جو مندرجۂ ذیل ہیں۔

(۱)علم أسباب ورود الحدیث للدکتور بدر عبدالحمید همیسة.

(۲)علم أسباب ورود الحدیث وتطبیقاته عند المحدثین والأصولیین :د. طارق أسعد لحلمي الأسعد

(۳) سبب ورود الحدیث (ضوابط ومعاییر):زین العابدین، محمد عصري

(۴) أسباب ورود الحدیث وأثر معرفتها في توجیه الأحکام : حسن الشرقاوي جامعة محمدالخامس المغرب

(۵)أسباب ورود الحدیث وأثره في فقه الحدیث.آسو رضا أحمد جامعة بغداد

(۶) أسباب ورود الحدیث تحلیل وتأسیس:د. محمد رفعت سعید..سلسلة کتاب الأمة

(۷)علم أسباب ورود الحديث، ومكانته، وأهميته في التشريع الإسلامي:للدكتور/ رمضان أيوالليي أرضروم، جامعة أتاتورك أنقرة سنة (۱۹۷۹)، عدد الصفحات (۲۶۵)رسالة دكتوراه

(۸) أثر معرفة أسباب الورود في التعامل مع الحديث فقها وتنزيلا: زوهير الباتني الجزائري(رسالة ماجستير)

(۹)علم ورود الحديث وأثره في فقه الحديث،بحث منشور في مجلة اللغة العربية وآدابها:الأستاذ المساعد الدكتور علي خضير حجي والمدرس المساعد فلاح رزاق جاسم من جامعة الكوفة.

(۱۰)أثر أسباب ورود الحديث في فهم السنة، د.بلقاسم حديد، بحث منشور في مجلة (المعيار)العدد(۲۶).

(۱۱) أسباب ورود الحديث مفهومه و فوائده.محمد عبدالنبي، جامعة الجزائر كلية العلوم الإسلامية

(۱۲) علم أسباب ورود الحديث ومقارنته بأسباب النزول:علي عبدالله علي سراج.(رسالة جامعية)

(۱۳)معرفة أسباب الحديث، سعد التخيفي، بحث في (مجلة كلية أصول الدين)

(۱۴)أسباب ورود الحديث مؤلفاته، اقسامه، فوائده: عائذ العونى

(۴)

حدیث میں اگر کوئی نام مبہم یا مہمل ہو تو اس کی تعیین کرنا

مبہم وہ ہے کہ سرے سے جس کے نام، نسب، نسبت، کنیت وغیرہ میں سے کچھ بھی ذکر نہ کیا گیا ہو، مثال کے طور پر کسی حدیث میں جاء رجل، صحبت فی غزوۃ، رجع من غزوۃ، جاء فی غزوۃ جیسا کوئی مبہم لفظ ہو۔

☆مبہم کی تعیین کے تین طریقے ہیں۔

(۱) تخریج حدیث

جب ہم حدیث مطلوب کی تخریج کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایسی حدیث پر مطلع ہو جائیں جس میں اس مبہم نام یا سفر یا غزوے کی صراحت کردی گئی ہو جس سے اس مبہم نام کی تعیین ہو جائے گی۔

(۲) شروحات کی مراجعت

جس کتاب کی حدیث ہو اس کتاب کی شرح دیکھنے سے بھی کبھی مبہم کی تعیین ہو جاتی ہے، اس لیے کہ اکثر شارحین شرح کے دوران مبہمات کی تعیین کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔

(۳) مبہمات پر لکھی گئی کتابوں کی مراجعت

علماء نے اس امر کو حل کرنے کے لیے مستقل کتابیں لکھی ہیں، ان کتابوں کی مراجعت بھی مفید ہوتی ہے۔

☆ مبہمات سے متعلق کتابیں:

مندرجۂ ذیل کتب میں سے بعض کتابیں سند میں موجود مبہمات سے متعلق ہیں اور بعض سند و متن دونوں میں موجود مبہمات سے متعلق ہیں۔

(۱) الغوامض والمبهمات فی الحدیث النبوی: ابومحمد عبدالغنی بن سعید الازدی (م:۴۰۹)

(۲) الأسماء المبهمة فی الأنباء المحكمة: خطیب بغدادی (م:۴۶۳)

(۳) غوامض الأسماء المبهمة الواقعة فی متون الأحادیث المسندة: ابوالقاسم خلف بن عبدالملک المعروف بابن بشکوال القرطبی (م:۵۷۸)

(۴) الإشارات إلی المبهمات: امام نووی (م:۶۷۶)

(۵) المستفاد من مبهمات المتن والإسناد: ولی الدین ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم العراقی (م:۸۲۶)

☆ مبہم کی تعیین کی مثال:

قال الإمام مسلم رحمه الله تعالی حدثنا قتيبة بن سعيد، وإسحاق بن إبراهيم ،وسويد بن سعيد، ويعقوب الدورقي كلهم، عن مروان الفزاري، قال قتيبة: حدثنا الفزاري، عن عبيد الله بن الأصم، قال: حدثنا يزيد بن الأصم، عن أبي هريرة، قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل أعمى، فقال: يا رسول الله، إنه ليس لي قائد يقودني إلى المسجد، فسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يرخص له، فيصلي في بيته، فرخص له، فلما ولى دعاه، فقال: "هل تسمع النداء بالصلاة"۔قال: نعم. قال: " فأجب (مسلم كتاب المساجد)

قال الإمام أبو داود حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا حماد بن زيد، عن عاصم بن بهدلة، عن أبي رزين، عن ابن أم مكتوم، أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا

رسول الله، إني رجل ضرير البصر، شاسع الدار، ولي قائد لا يلائمني، فهل لي رخصة أن أصلي في بيتي؟ قال: "هل تسمع النداء؟". قال: نعم. قال: "لا أجد لك رخصة (أبو داود كتاب الصلاة)

قال الإمام ابن ماجه حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، قال: حدثنا أبو أسامة، عن زائدة، عن عاصم، عن أبي رزين، عن ابن أم مكتوم، قال: قلت للنبي صلى الله عليه وسلم: إني كبير ضرير شاسع الدار، وليس لي قائد يلاومني، فهل تجد من رخصة؟ قال: "هل تسمع النداء". قلت: نعم. قال: "ما أجد لك رخصة (ابن ماجه كتاب الصلاة)

قال الإمام أحمد حدثنا أبو النضر، حدثنا شيبان، عن عاصم، عن أبي رزين، عن عمرو ابن أم مكتوم، قال: جئت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: يا رسول الله، كنت ضريرا شاسع الدار، ولي قائد لا يلائمني، فهل تجد لي رخصة أن أصلي في بيتي؟ قال: "أتسمع النداء؟" قال: قلت: نعم. قال: ما أجد لك رخصة (مسند احمد)

مسلم شریف کی روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنے والے صحابی کے نام کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، لیکن جب اس روایت کی تخریج کی گئی تو ابوداود، ابن ماجہ اور مسند احمد کی روایات سے رجل مبہم کی تعیین ہوگئی کہ وہ صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔

(۵)
حدیث میں کسی شہر یا ملک کا نام ہو تو اس کی تحقیق اور جدید نام معلوم کرنے کی کوشش کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں جب کسی ملک یا شہر کا تذکرہ فرمایا تو اس زمانے میں متعارف اور مشہور نام سے اسے موسوم کیا، لیکن اب گردش ایام کے ساتھ ساتھ بہت سے ملکوں اور شہروں کے نام بدل گئے، جب احادیث مبارکہ میں کسی ملک یا شہر کا نام وارد ہو تو تقریب الی الفہم کی خاطر یہ امر ضروری ہو جاتا ہے کہ موجودہ زمانے کے اعتبار سے اس ملک یا شہر کا جو نام ہو اس کی تحقیق کی جائے اور اسے طلباء کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ حدیث کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

علماء نے اس موضوع پر بھی مستقل کتابیں تالیف کی ہیں جنہیں کتب بلدان کے نام سے جانا جاتا ہے۔

☆ کتب بلدان

کتب بلدان سے وہ کتابیں مراد ہیں جن میں ایک شہر یا مختلف شہروں کے مقامات وہاں کی آب و ہوا، حدود اربعہ، مشہور صنعت، امراء، سلاطین، نہروں، پہاڑوں، راستوں وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اس فن میں جو کتابیں تحریر کی گئی ہیں، ان میں سے زیادہ تر وہ ہیں جن میں صرف بلدان و مقامات سے متعلق عام معلومات درج ہوتی ہیں، لیکن کچھ ایسی بھی ہیں، جن میں ان

معلومات کے علاوہ وہاں کے مشہور ائمہ ومحدثین، اہل علم اور راویان حدیث کے متعلق بھی معلومات درج ہیں۔

چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) فتوح البلدان: احمد بن یحیی بلاذری (م: ۲۷۹)

(۲) المسالک والممالک: أبو عبید عبد الله بن عبد العزیز بکری (م: ۴۸۷)

(۳) معجم ما استعجم: أبو عبید اللہ بکری (م: ۴۸۷)

(٤) معجم البلدان: یاقوت حموی (م: ٦٢٦)

(٥) مسالک الأبصار فی ممالك الأمصار: شهاب الدین احمد بن فضل اللہ العمری (م: ۷۴۹)

(٦) أطلس الحدیث النبوی: شوقي أبو خلیل

''معجم البلدان'' اور ''اطلس الحدیث النبوی'' میں بڑی اچھی معلومات موجود ہیں، ایک محدث اور حدیث کے طالب علم کو اس فن کی کتابوں کی اشد ضرورت پڑتی ہے، خاص طور سے یہ دو کتابیں مقامات اور ان کے صحیح تلفظ کے بارے میں کافی مفید اور جامع کتابیں ہیں، جس سے ملکوں اور شہروں کے ناموں میں تصحیف وتحریف کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔

اس لیے طالب حدیث کے ضروری ہے کہ وہ ان کتابوں کی بھی حسب ضرورت مراجعت کرے۔

(٦)

حدیث میں اگر اوزان قدیمہ (صاع، مد وغیرہ) کا ذکر ہو تو جدید اوزان سے اس کا مقارنہ کرنا

یہ بات بدیہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانے میں اور جن لوگوں کے سامنے احادیث مبارکہ ارشاد فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث میں اسی زمانے میں رائج اور انہیں مخاطبین میں متعارف مختلف اوزان اور پیمانوں کا حسب ضرورت ذکر فرمایا۔

گردش ایام کے ساتھ ساتھ اوزان اور پیمانوں میں تغیر و تبدل ہوتا رہا، اور وہی اوزان و پیمانے مختلف ناموں سے متعارف ہوئے، اب جب حدیث میں کسی جگہ اس زمانے کے اوزان و پیمانوں کا تذکرہ ہو تو مخاطبین کی تفہیم کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ان اوزان و پیمانوں کا جدید اوزان سے مقارنہ کیا جائے تاکہ مخاطبین ان اوزان و پیمانوں کا صحیح اندازہ لگا سکے۔

اس سلسلہ میں علماء نے کافی جدوجہد کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج اوزان و پیمانوں کا جدید اوزان و پیمانوں سے مقارنہ کر کے ان امور کو بھی کتابوں کے سینوں میں محفوظ کر دیا ہے۔ شکر اللہ سعیہم

کچھ کتابیں مندرجۂ ذیل ہیں۔

(۱) اوزان شرعیہ: حضرت مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲) اسلامی اوزان: مولانا فاروق اصغر صارم صاحب

(۳) ثمرۃ الاوزان: مولانا ثمیر الدین صاحب

(۴) مسائل المیزان: مفتی اسامہ پالن پوری صاحب

(۵) الاوزان المحمودہ: مولانا ابوالکلام شفیق الرحمن صاحب مظاہری

(٦) تنشیط الاذھان فی توضیح المیزان: مولانا مبین الرحمن صاحب

(۷) مفتاح الاوزان: مفتی عبدالرحمن قاسمی عظیم آبادی صاحب

حدیث میں وارد اوزان کا موجودہ زمانے کے اوزان سے مقارنہ کرنے کے لیے ان مندرجۂ بالا کتابوں کی مراجعت کرنی چاہیے۔

نوٹ: اب خوشی کی بات یہ ہے کہ مفتی شفیع صاحبؒ کی کتاب پلے اسٹور پر ایپ کی شکل میں بھی دستیاب ہے، جس سے جدید اوزان معلوم کرنا آسان ہو گیا ہے۔

(۷)
تخریج حدیث اور جمع طرق

حدیث کی شرح کے دوران یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ مطلوب حدیث کی مختلف کتابوں سے تخریج کی جائے تا کہ حدیث کے مختلف اجزا ءمکمل طور پر سامنے آجائیں اور حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی حاصل ہوجائے ،کیوں کہ اکثر و بیشتر احادیث میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی حدیث اپنے مکمل اجزاء کے ساتھ ایک جگہ نہیں ہوتی بلکہ رواۃ کے تصرفات کی وجہ سے حدیث کے اجزا ءمختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے ہوتے ہیں ،جب انہیں مختلف کتابوں سے کھنگال کر نکالا جا تا ہے تو حدیث اپنے مکمل اجزاء کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتی ہے جس سے اسی حدیث سے متعلق بعض مغلق باتیں حل ہوجاتی ہے اور حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی آسان ہوجاتی ہے۔

☆جمع طرق کے فوائد:

(۱)الفاظ غریبہ کی وضاحت

اہل علم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کی حدیث میں موجود الفاظ غریبہ کی سب سے بہترین وضاحت وہ ہے جو دوسری حدیث کے ذریعہ ہوتی ہو۔

(۲)سبب ورود اور نسخ کا علم

کبھی تخریج سے ایسی اسانید پر اطلاع ہوتی ہے،جس کے متن میں حدیث کا سبب ورود مذکور ہوتا ہے یا تاریخ و زمانہ مذکور ہوتا ہے، کہ کس وقت یہ حدیث بیان کی گئی تھی جس سے ناسخ ومنسوخ کا علم ہوجا تا ہے، یا ان حالات کا علم ہوجاتا ہے، جن حالات میں یہ حدیث بیان کی گئی

ہوتی ہے،جس کی مدد سے حدیث کے معانی کی تعیین بآسانی ہوسکتی ہے۔

(۳)متن میں موجود مبہمات کی تعیین

بسا اوقات ایک حدیث میں موجود مبہم لفظ یا نام کی دوسری حدیث سے تعیین ہوجاتی ہے۔

(۴) مجمل کی وضاحت:

بسا اوقات کوئی راوی تصرف کر کے روایت کو مختصر کردیتا ہے جس کی وجہ سے حدیث کے سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے، دوسرا راوی اسی حدیث جوں کا توں نقل کرتا ہے جس سے اس اجمال کی وضاحت ہوجاتی ہے۔

(۵)محتمل معانی میں سے کسی ایک معنی کی ترجیح

کبھی تخریج کے نتیجے میں ایسے متن پر اطلاع ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایک روایت میں موجود چند محتمل معانی میں سے ایک معنی کو ترجیح دینا آسان ہوجاتا ہے۔

(۶)مشکوک امر کا مرتفع ہونا

اگر راوی نے شک کے ساتھ کوئی بات بیان کی ہوتی ہے تو جمع طرق کی وجہ سے کبھی وہ شک ختم ہوجاتا ہے، اس لیے کہ کبھی دوسرا راوی اسی روایت کو صیغۂ جزم سے روایت کرتا ہے۔

(۷)شروحات کی مراجعت میں آسانی

تخریج سے جب طالب علم کو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ حدیث فلاں فلاں جگہ ہے، تو اس کے لیے حدیث کے معانی کی وضاحت کے لیے دوسرے شارحین حدیث کے کلام کو دیکھنا آسان ہوجاتا ہے،۔

جیسے ایک حدیث ابوداود میں ہے، اور وہی حدیث بخاری ومسلم میں ہے، تو طالب علم ،حدیث کے معانی کی وضاحت کے لیے بخاری ومسلم کی شروحات کا بھی مطالعہ کرسکتا ہے۔

(۸)علت قادحہ کا علم

تخریج کے دوران ایسی اسانید یا ایسے الفاظ مختلفہ پر اطلاع ہوتی ہے جس کی وجہ سے کبھی سند یا متن میں پائی جانے والی علت قادحہ کا علم ہوجا تا ہے۔

(۹)تصحیف وتحریف کا علم

تخریج کے دوران متنِ حدیث یا سندِ حدیث میں موجود تصحیف وتحریف کا علم ہو جا تا ہے،اورآدمی تحقیق کرکے درستگی تک پہنچ جا تا ہے۔

☆جدید آلات سے تخریج

کتب احادیث کے طرز تالیف کے اختلاف کے پیش نظر تخریج حدیث کے چھ طرق علماء نے بیان کیے ہیں۔

لیکن جدید آلات کی ایجاد کی وجہ سے تقریباً وہ طرق متروک ہو گئے ہیں۔ان چھ طرق کی مکمل وضاحت سند سے متعلق امور میں بیان کی جائے گی،ان شاءاللہ۔

دورجدید میں تخریج حدیث کے لیے جدید ٹیکنالوجی اور فنیات کو بھی استعمال کیا جارہا ہے،اس سلسلہ میں کمپیوٹر یا موبائل کے ذریعہ تخریج حدیث کی جاتی ہے،اس طریقہ سے حدیث تلاش کرنے والے افراد اور محققین مختلف مکتبات کے تیار کردہ ان سافٹ ویرز سے مدد لیتے ہیں جو تخریج کے فن اورکام میں سہولیات مہیا کرتے ہیں،اس طریقہ سے کم وقت میں زیادہ کام ہونے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ایک ہی جگہ بہت سا مواد بھی اکٹھا حاصل ہوجا تا ہے،اس سلسلہ میں استعمال کیے جانے والے کچھ پروگرام دوطرح کے ہیں۔

عربی سافٹ ویرز:

(۱)موسوعۃ الحدیث الشریف

(۲)جوامع الکلم

(۳)المرجع الأكبر

(۴)مكنون ميراث

(۵)الباحث الحديثى

(٦)الموسوعة الفقهية

(۷)برنامج المحاضرات

(۸)جامع الكتب الستة

(۹)جامع خادم الحرمين

(۱۰)جامع للحديث النبوى

(۱۱)موسوعة القرآن والحديث

(۱۲)برنامج مفهرس المخطوطات

(۱۳)المرجع الأكبر للتراث الإسلامى

(۱۴)المحدث

(۱۵)الموسوعة الذهبية للحديث الشريف

(۱٦)المكتبة الألفية للسنة

اردو سافٹ ویرز:

جس میں حدیث کا اردو ترجمہ لکھ کر سرچ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے

(۱) مکتبہ جبرئیل

(۲) مکتبہ یاسین

(۳)اسلام ۳٦۰

(۴) مکتبہ خاتم النبیین

(۵)ایزی قرآن وحدیث

(٦)ڈیجیٹل اسلامک لائبریری

(۷)اسلام ون

ان میں بعض پروگرام صرف کمپوٹر میں چلائے جاسکتے ہیں اور بعض کمپوٹر اور موبائل دونوں میں چلائے جاسکتے ہیں، ان سافٹ ویر کو انسٹال کرنے اور استفادے کے طریقۂ کار سے متعلق یوٹیوب پر بہت سے ویڈیوز موجود ہیں جن سے بقدر ضرورت استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ان مذکورۂ بالا سافٹ ویر کے علاوہ بعض انٹرنیٹ سائٹس بھی (جیسے اسلام ویب ،موسوعۃ الحدیث، المحدث، تنزیل، ایزی قرآن وحدیث وغیرہ) آن لائن تخریج کے مواقع فراہم کررہی ہے۔

لیکن اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ سافٹ ویرز اس صورت میں ہمارے لیے مفید ثابت ہوسکتے ہیں جب انہیں ہم معاون مآخذ کے طور پر استعمال کریں اور ان پر مکمل اعتماد نہ کریں، بلکہ ان سے حدیث تلاش کرکے اصل کتاب کی طرف مراجعت کریں ،کیوں کہ ان پروگرام میں موجود کتب میں اغلاط کا امکان موجود ہے، پھر اس کے ورژن بھی لاتعداد ہیں، ان میں سہولت یہ ہے کہ ہر ایک اپنی سہولت سے ان میں موجود کتب میں کمی وبیشی کرسکتا ہے، اس لیے ان سافٹ ویرز کے ذریعہ کی گئی تخریج اس وقت تک مفید نہ ہوگی جب تک کہ اصل کتب کی طرف مراجعت نہ کرلی جائے۔

البتہ اب المکتبة الشاملہ نئے ورژن میں ہر کتاب کے ساتھ پی۔ڈی۔ایف۔کتاب بھی شامل کرلی گئی ہے، اس لیے مراجعت میں سہولت پیدا ہوگئی ہے۔

ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ ان پروگرام کے ذریعہ تخریج کرنے سے پہلے کچھ مدت تک تخریج کا فطری طریقہ اختیار کریں تاکہ کتابوں سے کچھ ممارست پیدا ہوجائے۔

(۸)
جس کتاب کی حدیث ہو اس کتاب کے منہج، مقصد اور خصوصیات کی وضاحت

حدیث کی وضاحت اور شرح کے لیے جس کتاب کی حدیث ہے اس کتاب کے مؤلف کا منہج ،مقصد اور اس کی خصوصیات بھی پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے، تاکہ حل حدیث میں سہولت اور آسانی رہے ،اور جس مؤلف کا جمع احادیث میں جو مقصد پیش نظر ہو اسی کے مطابق کلام بھی کرنا چاہیے اور غیر ضروری امور کے بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیے، چوں کہ ہمارے یہاں دورۂ حدیث میں صحاح ستہ ،طحاوی شریف اور مؤطین پڑھائی جاتی ہیں، اس لیے انہیں کتابوں کے مناہج ،مقاصد اور خصوصیات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(۱) بخاری شریف:

امام بخاریؒ کی غرضِ تالیف احکام اور استنباطِ مسائل ہے،بعض مرتبہ استنباط اس قدر دقیق ہوتا ہے کہ روایت اور ترجمۃ الباب میں مطابقت کے لیے دقتِ نظری سے کام لینا پڑتا ہے، امام بخاریؒ بسا اوقات پوری حدیث ایک جگہ نہیں نقل کرتے ، بلکہ مختلف مواقع پر اس کے وہی ٹکڑے ذکر کرتے ہیں جس سے وہاں حکم مستنبط ہو رہا ہے، امام بخاریؒ کے تراجم آپ کی دقت نظر اور تفقہ کی ترجمانی کرتے ہیں، اس لیے مشہور ہے: فقه البخاري في تراجمه۔(امام بخاریؒ کی فقہ ان کے تراجم میں ہے)

اس کے دو مطلب ذکر کیے گئے ہیں:

(۱) امام بخاریؒ کا مسلک اور فقہی رجحان ان کے تراجم سے آشکارا ہوتا ہے۔
(۲) امام بخاریؒ کی دقتِ نظری اور ذکاوت ان تراجم سے واضح ہوتی ہے، یعنی فقہ یا تو اپنے معروف معنی میں ہے یا ذکاوت اور دقتِ نظری کے معنی میں ہے۔

چناں چہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں:

"فقه البخاري في تراجمه، ولهذا القول عند شيخنا محملان، الأول أن المسائل التي اختارها من حيث الفقه تظهر من تراجمه، والثاني أن تفقهه وذكاءه ودقة فكره يظهر في تراجمه (معارف السنن ۱/ ۲۳)

(۲) مسلم شریف

امام مسلم کا وظیفہ صحیح احادیث کو جمع کرنا ہے، چناں چہ وہ ایک موضوع کی حدیث کو اس کے تمام صحیح طرق کے ساتھ ایک جگہ مرتب شکل میں جمع کر دیتے ہیں، استنباط سے ان کی کوئی غرض متعلق نہیں، یہی وجہ ہے کہ اپنی کتاب کے تراجم ابواب بھی انہوں نے خود قائم نہیں کیے، بلکہ بعد کے لوگوں نے حواشی میں بڑھائے ہیں۔ ہمارے موجودہ ہندوستانی نسخے میں قائم کردہ عنوانات امام نوویؒ کے ہیں۔

خصوصیات:

(۱) مسلم شریف کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مضمون سے متعلق صحیح احادیث کو ان کے طرق کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے، اور کسی حدیث کو ایک سے زائد باب میں یا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف ابواب میں لانے سے گریز کیا گیا ہے الا یہ کہ کہیں کوئی سخت ضرورت متقاضی ہوئی ہو۔
(۲) امام مسلم نے جہاں تک ہو سکا حدیث کے اصل لفظ کی تحقیق کی پابندی کی ہے، حتی کہ اگر ایک استاذ کے چند شاگردوں کے درمیان الفاظ کا معمولی فرق بھی دیکھا تو اس پر بھی تنبیہ فرما دی

اور اگر ان چند روات میں سے کسی ایک ہی کے الفاظ کو ذکر کرتے ہیں اور دوسرے کی حدیث ہم معنی ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھتے تو "اللفظ لفلان" وغیرہ تعبیر سے اس شخص کی تعیین کرتے ہیں جس کے بیان کردہ الفاظ ذکر کیے جا رہے ہیں تاکہ بالفرض دونوں کے الفاظ میں کچھ معمولی اختلاف اور فرق ہو تو امام ایک لفظ کو دوسرے کی جانب منسوب کرنے کی غلطی سے محفوظ رہیں۔

(۳) عام طور سے وہ احادیث جو صحابہ سے خبر واحد کے طور پر منقول ہوتی ہیں اور نیچے درجہ میں کسی کثیر التلامیذ مثلاً زہری، اعمش، مالک وغیرہ پر پہنچ کر اس کے نقل کرنے والے بہت ہو جاتے ہیں اور وہاں سے کئی ایک سندیں بن جاتی ہیں تو ایسے موقع پر امام مسلم اپنے شیخ سے لے کر مدار سند سے ایک درجہ نیچے تک تحویل کرتے ہیں اور "ح" لکھ دیتے ہیں، پھر شروع سے دوسری سند مدار سند سے ایک درجہ نیچے تک پہنچاتے ہیں، اس طرح تمام سندیں الگ الگ پیش کرنے کے بعد آگے کی متفق علیہ سند لا کر متن پیش فرماتے ہیں۔

(۴) امام مسلم اس بات کے حریص ہیں کہ اپنی اس کتاب میں صرف مرفوع متصل احادیث کو ہی ذکر کریں، اسی وجہ سے احادیث مرفوعہ کے ساتھ اقوال صحابہ اور فتاوی تابعین کو ذکر نہیں فرماتے، کیوں کہ ان کا مقصد مسائل فقہیہ کا اثبات اور ان کی دلیل بیان کرنا نہیں ہے۔

(۵) امام مسلم کے نزدیک تعلیقات کا خانہ بہت چھوٹا ہے، چناں چہ صحیح مسلم میں کل لے دے کہ بارہ (۱۲) تعلیقات ہیں اور وہ بھی متابعات میں ہیں، اصول میں نہیں ہیں، ابن صلاح نے "صیانۃ صحیح مسلم" میں اور ابن رشید نے "الاحادیث المقطوعۃ" میں ان احادیث معلقہ کی متصل اسانید ذکر کر دی ہیں۔

(۶) صحیح مسلم کا امتیاز وہ قیمتی مقدمہ بھی ہے جس میں امام مسلم نے احادیث کی صحت وضعف کے اعتبار سے تقسیم فرمائی ہے اور کس طرح کے رجال کی احادیث صحیح میں لی ہیں اور کس طرح کے رجال کی احادیث نہیں لی ہیں اس کی وضاحت فرمائی ہے، روات کے احوال اور ان کی

کمزوریوں کی نشان دہی کی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب غلط احادیث منسوب کرنے کی قباحت، روایت حدیث میں حد درجہ احتیاط برتنے کی تلقین، ضعفاء اور متروکین سے روایت کرنے کی ممانعت، سند کے اتصال وانقطاع کو پہچاننے کے کچھ اصول اور دین اسلام میں اسناد کی شرعی حیثیت وغیرہ امور پر سیر حاصل بحث کی ہے، اور حدیث معنعن کے حجت ہونے اور راوی ومروی عنہ کے درمیان لقاء وسماع کے ثبوت کو ضروری قرار دینے والوں کے رد کے سلسلے میں جو کچھ مواد امام نے پیش کیا ہے وہ ایک مشتغل بالحدیث کے لیے سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔

(۸) امام مسلم کے پیش نظر چوں کہ استنباط فقہی نہیں تھا، اس لیے ابواب سرے سے قائم ہی نہیں فرمائے اور بالترتیب مضمون وار احادیث ذکر کرتے چلے گئے، باب اور موضوع کی تعیین یا تو اختصار کی غرض سے ترک فرمادی یا قاری کے ذہن پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنے ذہن سے اس کا موضوع اور عنوان متعین کرلے، علماء نے اپنے اپنے طور سے کتب اور عناوین لگائے ہیں، سب سے عمدہ تبویب امام نووی کی ہے، جو مقبول عام ہے اور اس کی وجہ سے صحیح مسلم سے استفادہ آسان ہوگیا ہے۔ (حدیث اور فہم حدیث)

(۳) ابوداود شریف

امام ابوداؤد کا وظیفہ مستدلاتِ ائمہ بتلانا ہے، اس لیے وہ ان احادیث کو تمام طرق کے ساتھ یکجا ذکر کردیتے ہیں، جن سے کسی فقیہ نے کسی بھی فقہی مسئلہ پر استدلال کیا ہو، اس لیے وہ امام مسلمؒ کی طرح صحیح احادیث کی پابندی نہیں کرسکے، البتہ "قال أبوداود" کے عنوان سے وہ ضعیف اور مضطرب احادیث پر کلام کرنے کے بھی عادی ہیں۔

منہج اور خصوصیات:

امام ابوداود نے اہل مکہ کے نام اپنے خط میں اپنے نہج تالیف کو کافی حد تک واضح کردیا

ہے،اس خط کو سنن ابوداود کا مقدمہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا،اس خط کے مندرجات نیز علماء ومحدثین کے سنن ابوداود کے مطالعہ اور ممارست کے نتیجے میں جو کچھ خصوصیات سامنے آئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱)امام ابوداود نے صرف احادیث صحیحہ کے اخراج کا التزام نہیں کیا ہے بلکہ خود ان کی تصریح کے مطابق اس میں صحیح ،حسن لذاتہ،حسن لغیرہ،ضعیف ،بہت ضعیف اور منکر ہر طرح کی روایات موجود ہیں۔

(۲)اگر کوئی حدیث دو صحیح سندوں سے مروی ہو جن میں سے ایک سند کا کوئی راوی قدیم الاسناد ہو یعنی اس کی سند علو کے وصف کی حامل ہو تو امام ابوداود علو کی خواہش میں قدیم الاسناد کی حدیث تخریج فرما لیتے ہیں اور اس سے احفظ کی روایت ذکر نہیں کرتے ہیں، یہ کوئی عیب نہیں ہے، ایسا شیخین بھی کرتے ہیں،جیسا کہ حازمی کے بیان میں ہے، جب کہ امام نسائی صرف علو کی خاطر ضعیف طریق کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

(۳)دیگر اصحاب سنن مثلاً امام نسائی کی طرح امام ابوداود بھی ان راویوں کی احادیث لیتے ہیں جن کے ترک پر ائمہ متفق نہ ہوں، چناں چہ ایسے روات کی احادیث ابوداود میں موجود ہیں جن کے متعلق بعض ناقدین،متروک یاترکہ فلاں کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

(۴)امام ابوداود کسی منکر یا بہت ہی زیادہ ضعیف حدیث کی اسی وقت تخریج کرتے ہیں جب کہ باب میں اس کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ملے یا اس میں کوئی خاص فائدہ مذکور ہو اور جب بھی ایسی حدیث ذکر کرتے ہیں تو اس کے ضعف کو بھی بیان فرما دیتے ہیں۔

(۵)امام ابوداود نے اپنی اس تصنیف کا مدار احادیث احکام کو بنایا ہے،اور جہاں تک ہوسکا زیادہ سے زیادہ احکام سے متعلق احادیث جمع کی ہیں، چناں چہ یہ کتاب احادیث احکام پر حاوی کتاب ہے،مستدلات فقہاء کو جاننے کے لیے اس کتاب کو چھوڑ کر دوسری کسی کتاب کی ضرورت کم ہی پڑتی ہے۔

چناں چہ امام ابوداود نے فرمایا کہ میرے علم میں قرآن کے بعد کسی کتاب کو سیکھنا لوگوں کے لیے اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ اس کتاب کا سیکھنا ضروری ہے، اور کوئی شخص اللہ تعالی کی کتاب کے بعد میری اس کتاب کو لکھ لے اور پھر کچھ نہ لکھے تو اس کے لیے کوئی نقصان کی بات نہیں ہے۔

(٦) اگر ایک باب یا مضمون سے متعلق ان کے پاس احادیث کی تعداد زیادہ ہو تب بھی باب میں ایک یا دو احادیث ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں اور تمام احادیث کو پیش کر کے ناظر کو تھکن اور پریشانی میں مبتلاء نہیں کرتے۔

(٧) اگر ایک مضمون کی چند احادیث ذکر بھی ہیں تو تکرار سے گریز کرتے ہوئے اس کا خیال کرتے ہیں کہ ہر متن میں کوئی نیا فائدہ یا سابقہ حدیث سے مستنبط حکم کے لیے کوئی اہم مؤید اس میں پایا جا رہا ہو۔

(٨) بسا اوقات ایک حدیث نفس الامر میں طویل ہوتی ہے، اور حکم فقہی سے متعلق صرف اس کا تھوڑا سا حصہ ہوتا ہے، اور بقیہ قصہ اور واقعہ ہوتا ہے تو اس وقت اختصار کی غرض سے اس ٹکڑے کی نقل پر اکتفاء کرتے ہیں جو باب سے متعلق ہوتا ہے کہ مطالعہ کرنے والے پر محل استدلال اور موقع فقہ مشتبہ اور پیچیدہ نہ ہو جائے۔

(٩) جتنی احادیث سنن میں امام نے ذکر فرمائی ہیں بیشتر مشہور احادیث ہیں، مشہور کا مطلب یہ ہے کہ محدثین کے مابین ان کا چرچا رہا ہے، مختلف مکاتب فقہ اور ارباب فتاوی کے درمیان ان کا چلن رہا ہے، سب یا بعض کے نزدیک وہ معمول بہا رہی ہے، اگرچہ نفس الامر میں وہ خبر واحد اور غریب ہوں۔

(١٠) حدیث کی سند میں اتصال کا اہتمام فرماتے ہیں لیکن جب کبھی باب میں انہیں ایسی حدیث نہیں ملتی جو محدثین کی اصطلاح کے مطابق متصل کہی جائے تو مرسل اور مدلس کا بھی اخراج کر لیتے ہیں جیسے الحسن البصری عن جابر کا طریق یا الحسن البصری عن ابی

ھریرۃ کا طریق۔

(۱۱) اگر کوئی حدیث ایک سے زائد طریق سے مروی ہو اور ان سب کے الفاظ میں اختلاف ہو تو اس طریق سے حدیث کی تخریج کو پسند کرتے ہیں جس کے الفاظ میں زیادہ سے زیادہ فقہی فائدہ حاصل ہوتا ہو، کیوں کہ امام ابوداود احادیث سے مستنبط ہونے والے احکام کے دائرے کو وسیع تر کرنا چاہتے ہیں، چناں چہ اس غرض سے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ جس سند سے وہ جامع متن منقول ہے وہ سند غیر مشہور ہے۔

(۱۲) اس کتاب سے پہلے جو کتابیں مستقلاً احادیث احکام پر لکھی گئیں یا ضمناً ان میں احادیث احکام آئیں یہ کتاب ان سب سے زیادہ حاوی ہے بلکہ اس کا تہائی حصہ بھی ان سب کے مجموعہ سے زیادہ ہے (احادیث احکام میں)

(۱۳) اس کتاب کی تقریباً آدھی احادیث ایسی ہیں جن کو شیخین نے یا ان میں سے کسی ایک نے بھی اخراج کیا ہے۔

(۴) ترمذی شریف

امام ترمذی کا مقصد اختلافِ ائمہ کو بتلانا ہے، اس لیے وہ ہر فقیہ کے مستدل کو جداگانہ باب میں ذکر کر کے ان کا اختلاف نقل کرتے ہیں، ہر باب میں عموماً صرف ایک حدیث لاتے ہیں اور باقی احادیث کی طرف وفی الباب عن فلان وفلان کہہ کر اشارہ کر دیتے ہیں۔

منہج اور امتیازات

(۱) امام ترمذی نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ اپنی کتاب میں صرف اسی حدیث کا اخراج فرمائیں گے جس پر کسی فقیہ نے عمل کیا ہو یا جس سے کسی استدلال کرنے والے نے استدلال کیا ہو۔

(۲) امام ترمذی کسی مسئلہ کے لیے باب باندھنے کے بعد باب سے متعلق صرف ایک یا دو

احادیث کے اخراج پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(۳) حدیث کے درجہ پر کلام کرتے ہیں کہ وہ حدیث صحیح ہے، حسن ہے، ضعیف ہے، یا معلول ہے۔

(۴) رجال پر کلام کرتے ہوئے جرح وتعدیل کے اعتبار ان کا مقام ومرتبہ بتاتے ہیں، سند میں اگر کوئی علت ہوتی ہے تو مختلف طرق سے اس کی علت آشکارا کرتے ہیں۔

(۵) امام ترمذی کی ایک عادت یہ ہے کہ باب میں جس حدیث کا اخراج کرنا منظور ہوتا ہے اس کو عموماً غیر مشہور اور غیر صحیح طریق سے لاتے ہیں حالاں کہ اس حدیث کے دوسرے معروف اور صحیح طرق ہوتے ہیں، صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا عبد الرحمن مبارکپوریؒ نے اس کے چند فوائد بتائے ہیں۔

(۱) لوگ اس حدیث غیر مشہور سے بھی واقف ہو جائے۔

(۲) اس کی سند میں جو علت ہے اس پر بحث کر کے لوگوں کے سامنے اس علت کی وضاحت کر دی جائے

(۳) اس حدیث کے متن میں جو زیادتی یا معنوی خوبی ہے جو کہ صحیح حدیث میں نہیں پائی جاتی ہے اسے بھی پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۷) علامہ بنوری صاحب معارف السنن فرماتے ہیں کہ: جامع ترمذی میں اس کے جامع ہونے کے باوجود احادیث کی تعداد بہت کم ہیں جس کی تلافی انہوں نے "وفی الباب" کے حوالوں سے کی ہے، چناں چہ باب سے متعلق اور بھی احادیث جو امام کے پاس ہوتی ہیں ان کی جانب "وفي الباب عن فلان وفلان" کہہ کر ان کی جانب اشارہ کر دیتے ہیں، بعض دفعہ یہ فہرست خاصی طویل ہو جاتی ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اگر ان احادیث کو حضرت امام ان کی اسانید ومتون کے ساتھ ذکر کرتے تو ان کی یہ کتاب موجودہ جسامت سے کئی گنا زیادہ جسامت کی حامل ہو جاتی۔

شیخ احمد محمد شاکر فرماتے ہیں کہ: جن صحابہ کی احادیث کا حوالہ ترمذی نے دیا ہے کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ تخریج شدہ حدیث کے ہم لفظ ہو بلکہ وہ اس کے ہم معنی بھی ہوسکتی ہے اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے مخالف مضمون پر مشتمل ہو یا اصلاً کسی دوسرے مضمون پر مشتمل ہو اور حدیث باب کے مضمون کی جانب دور کا اشارہ اس میں پایا جارہا ہو، چناں چہ اس کا ادراک بہت مشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم بعض شارحین کو "وفی الباب" میں محول بہت سی احادیث کے متعلق یہ کہتے ہوئے پاتے ہیں "فلینظر من اخرجه"

وفی الباب کی احادیث کی تخریج حافظ زین الدین عراقی نے کی تھی لیکن ان کی کتاب کا کوئی اتا پتا نہیں ہے صرف کتابوں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے، اس کی تلخیص حافظ ابن حجر نے "اللباب" کے نام سے کی ہے لیکن وہ بھی مطبوع نہیں۔

مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ نے علامہ بنوری کی رہنمائی میں "وفی الباب" کی تخریج کا سلسلہ شروع کیا تھا جس کی ہمارے علم کی حد تک چھ جلدیں آچکی ہیں، مگر یہ کام بھی اب تک کتاب الصلوۃ سے آگے نہیں بڑھ سکا۔

(۸) امام ترمذی جب کسی صحابی کی حدیث سند کے ساتھ تخریج کر لیتے ہیں تو پھر وفی الباب میں اس صحابی کا حوالہ نہیں دیتے ہیں الا یہ کہ اس کی کوئی اور حدیث ہو جس کا اس مضمون سے فی الجملہ تعلق ہو جیسا کہ انہوں نے باب صفة شجر الجنة میں اور باب کراهية خاتم الذهب میں کیا ہے، چناں چہ اول الذکر میں ابوسعید خدریؓ کی حدیث کی تخریج کی ہے اور باب میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے، اسی طرح ثانی الذکر میں حدیث انسؓ کی تخریج کی ہے اور باب میں اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔

اور کبھی باب میں حوالہ دے کر کسی خاص فائدے کے پیش نظر سند متصل کے ساتھ اخراج بھی کر دیتے ہیں۔

(۵) نسائی شریف

آپ کا مقصد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ان احادیث کو پیش کرنا ہے جن سے فقہاء استدلال کرتے ہیں، ساتھ ساتھ اپنی ناقدانہ اور محدثانہ حیثیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اکثر عللِ اسانید کو بھی بیان کرتے ہیں، چناں چہ وہ احادیث کی عللِ خفیّہ پر "ھذا خطأ" کہہ کر متنبہ کرتے ہیں، پھر وہ حدیث لاتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح ہو، اس کے ساتھ استنباطِ احکام پر بھی ان کی نظر ہوتی ہے۔

خصوصیات:

(۱) ایک ہی باب میں احادیث کی تخریج کے دوران اس کثرت سے تفریعات کرتے ہیں کہ قاری کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ فقہاء کی آراء کے واسطے سے دلائل فراہم کررہے ہیں، اسی وجہ سے ایک ایک جزئیہ کے لیے احادیث پیش کرتے وقت ایک حدیث کو مختلف ابواب میں بار بار لانے کی زحمت فرماتے ہیں، مثلاً حدیث نیت کو دس مرتبہ مکرر ذکر کیا ہے، بعض ناقدین کا خیال ہے کہ تکرار احادیث اور تقطیع احادیث سنن نسائی میں سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔

(۲) فقہاء کے اقوال اور فتاوی سے بھی آپ نے اپنی کتاب کو محروم نہیں رکھا ہے اگر چہ ان کی مقدار تھوڑی ہے، مثلاً مسروق سے ہدیہ رشوت اور شرب خمر کے سلسہ میں فتوی نقل کیا ہے، اسی طرح ابراہیم نخعی وغیرہ کے فتاوی بھی نقل کیے ہیں۔

(۳) بعض دفعہ کسی باب میں لمبی حدیث میں سے صرف اتنے حصہ کے خراج پر اکتفاء کرتے ہیں جس کا باب سے راست تعلق ہوتا ہے، اور بقیہ پوری حدیث کو اپنی سنن میں کہیں بھی ذکر نہیں کرتے ہیں۔

(۴) کسی باب میں جب متعارض احادیث مروی ہوں اور وہ ان کے نزدیک ثابت بھی ہوں تو انصاف کے ساتھ وہ ان سب کی تخریج کرتے ہیں، تاکہ یہ بتائیں کہ امت میں اس باب کہ

تیئں جومختلف آراء ہیں وہ سب سنت نبوی سے ثابت ہیں۔مثلاً انہوں نے اسفار بالفجر اور تغلیس بالفجر دونوں باب قائم کیے ہیں ،اسی طرح نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی قراءت کرنے اور نہ کرنے کے سلسہ میں آپ نے دو باب قائم کر کے دونوں طرح کی احادیث ذکر فرمائی ہیں،اوراپنے نظر انصاف کا ثبوت دیا ہے۔

(۵) بعض مضامین میں جزوی اور ذیلی عناوین اس کثرت کے ساتھ لگاتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہ میں کوئی کتاب لکھ رہے ہیں، چناں چہ مزارعت ،شرکت ،تدبیر،مکاتبہ وغیرہ کے مضامین میں آپ نے فقہی کتابوں کا اسلوب اختیار کیا ہے،مثلاً کتاب المزارعة میں آپ نے کتابة مزارعة علی ان البذر والنفقة علی صاحب الارض الخ تقریباً دوصفحات میں دقیق فقہی انداز پر مزارعت کے جزوی احکام اوران کی تفاصیل ذکرفرمائی ہیں۔

(٦)امام نسائی اسانیداور متون میں رواۃ کے اختلافات کو بیان کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں ،ان میں سے امام کے نزدیک جوراجح ہوتا ہے اس پر ترجیحی دلائل پیش کرتے ہیں مثلاً آپ نے ایمن بن نابل کے طریق سے مروی حدیث تشہد میں سند ومتن کے اعتبار سے علت ظاہر فرمائی اورایمن کی توثیق کی باوجوداس حدیث کوخطاء قراردیا(سنن نسائی کتاب السہو رقم:۱۲۸۱)

(۷) آپ نے ان متون کے نقد ودرایت کا کام بھی انجام دیا ہے جو بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے ،اور بباطن معلول ہیں ،مثلاً فرماتے ہیں انبانا قتيبة بهذا الحديث مرتين ولعلهان يكون قد سقط عليه منه شطر (کتاب السہو رقم:۱۲۹۴)

اسی طرح وصل وارسال کی اختلاف کی صورت میں بکثرت یہ کہتے ہوئے پائے جاتے ہیں هذا خطاء والصواب مرسل۔

(۸)اسماء کی کنیتیں اورکنیتوں کے اسماء جن کے متعلق گڈمڈ ہونے کا خطرہ دیکھتے ہیں ان کی وضاحت کردیتے ہیں مثلاً فرماتے ہیں ابو عمار اسمه عريب بن حميد ،وعمرو بن شرحبيل يكنى ابا ميسرة (کتاب الزکوۃ رقم:۲۵۰۷)

اس وصف میں امام ترمذی ان کے شریک ہے۔

(۹) امام نسائی متصل اور مسند احادیث لانے کی پابندی کرتے ہیں، چناں چہ ان کی سنن میں تعلیقات شاذ و نادر ہی ہوں گی، گویا اس سلسلہ میں آپ امام مسلم کے طریقۂ کار کا اتباع کرتے ہیں۔

(۱۰) امام ابوداود و ترمذی کی طرح کبھی کبھی سند کے بعض رجال پر جرح وتعدیل کی حیثیت سے کلام بھی فرماتے ہیں، مثلاً مذکورہ ایمن بن نابل کے بارے میں فرمایا: وایمن بن نابل عندنا لا باس به (السہو رقم: ۱۲۸۱)

(۱۱) محدثین کے یہاں رائج فنی اصطلاحات میں سے بہت سی اصطلاحات کو آپ نے بھی استعمال کیا ہے، چناں چہ بعض دفعہ اپنے پیش رو محدثین سے نقل کرتے ہوئے اور بعض دفعہ اپنی جانب سے ان اصطلاحی تعبیرات کا استعمال فرماتے ہیں، اہم اصطلاحات میں منکر، محفوظ ،لیس بثابت، حدیث صحیح، محفوظ، خطا فاحش، مرسل، مسند، اسناده حسن اور منکر الحديث وغیرہ اصطلاحات سنن نسائی میں جا بجا پائی جاتی ہیں

(۱۲) حدیث روایت کرتے وقت طریقۂ تحمل حدیث کی پوری رعایت فرماتے ہیں، چناں چہ اس کی تعبیر کا جو اسلوب محدثین کے یہاں رائج ہوتا ہے اس کی پابندی کا اہتمام فرماتے ہیں ،پس حدثنا کی جگہ اخبرنا اور اخبرنا کی جگہ حدثنا نہیں کہتے، اس سلسلہ میں تساہل نہیں برتتے ہیں بلکہ کسی قسم کا خلل ہوتا ہے تو اسے کھول کر بیان فرماتے ہیں، مثلاً حارث بن مسکین ان کے ایک شیخ ہیں، ان کے اور امام نسائی کے درمیان کچھ بدمزگی ہوگئی تھی چناں چہ انہوں نے آپ کو مجلس سے اٹھادیا تھا، یہ چھپ کر ایسی جگہ سے حدیث سنتے تھے کہ حارث بن مسکین کو پتہ نہ چلے ،بعد میں جب ان احادیث کو حارث کے طریق سے بیان فرمایا تو اخبرنا الحارث کہنے کے بجائے یہ تعبیر اختیار فرمائی الحارث بن مسکین قراءة عليه وانا اسمع ،چناں چہ نسائی میں بکثرت یہ تعبیر ملتی ہے جو امام نسائی کے انتہائی احتیاط اور تقوی کی دلیل ہے۔

(٦) ابن ماجہ شریف

ابن ماجہ کا مقصد امام ابو داود کی طرح مستدلات ائمہ کی وضاحت ہے، اسی وجہ سے انہوں نے کثرت ابواب کا اہتمام کیا ہے اور تراجم ابواب کو واضح کیا ہے، نیز ان کے پیش نظر زوائد اور غرائب کو جمع کرنا بھی ہے۔

نہج اور ترتیب:

(۱) دیگر کتب سنن کی طرح اس سنن کی ترتیب بھی فقہی ہے، بلکہ حدیث تلاش کرتے وقت حدیث کے مضمون کو دیکھ کر جن مضامین کی طرف ذہن جلدی سبقت کرتا ہے سنن ابن ماجہ میں عموماً ان ہی مضامین کے ابواب میں وہ حدیث مل جاتی ہے، گویا امام ابن ماجہ نے تبادر ذہنی اور ظاہر ترین مضمون کا خیال رکھا ہے، جس کی وجہ سے سنن ابن ماجہ سے حدیث کی تخریج کرنا دیگر سنن کی بنسبت زیادہ آسان ہے۔

(۲) شروع کتاب میں امام نے ایک بیش قیمت مقدمہ لگایا ہے جس میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع، حجیت حدیث، بدعات سے تنفر، آزادانہ رائے اور اجتہاد سے اجتناب کرنے کی تاکید وغیرہ سے متعلق ابواب ذکر کیے ہیں۔

(۷) طحاوی شریف

امام طحاوی نے کتاب کے شروع میں کتاب کے موضوع اور غرض کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ''احادیث احکام میں بظاہر متعارض احادیث کے درمیان تطبیق، ترجیح اور مناسب تاویل پیش کرنا یہ ہمارا مقصد ہے''۔

امام طحاوی پہلے حدیث بیان کرتے ہیں پھر اس سے استنباط ہونے والے مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں پھر اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے احناف کی دلیل ایسی حدیث سے دیتے ہیں جو بظاہر احناف کے مسلک کے مخالف ہوتی ہے پھر اس حدیث کے متعدد طرق بیان

کرتے ہیں، پھر احناف کی تقویت کے لیے دونوں حدیثوں کا الگ محمل بیان کرتے ہوئے تعارض دور کرتے ہیں، احناف کے مخالف حدیث کے ضعف یا منسوخ ہونے کو بیان کرنے کے بعد عموماً عقلی دلیل بھی بیان کرتے ہیں۔

اس کتاب سے امام طحاوی کا مقصد احادیث جمع کرنا نہیں بلکہ احناف کی تائید اور یہ ثابت کرنا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مسلک کسی جگہ بھی حدیث کے خلاف نہیں، اس طرح یہ کتاب روایت اور درایت کا حسین امتزاج ہے ان محاسن سے تمام صحاح ستہ کی کتابیں بھی خالی ہیں۔

خصوصیات:

حضرت مولانا یوسف کاندھلوی صاحبؒ نے اس کتاب کی بہترین اور مبسوط شرح ''امانی الاحبار'' تصنیف فرمائی ہیں، جس کے شروع میں ایک بیش قیمت مقدمہ ہے، جس کا مطالعہ ہر طالب حدیث کو ضرور کرنا چاہیے، اس مقدمہ میں طحاوی شریف کی درج ذیل خصوصیات ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) اس کتاب میں ایسی بہت ساری احادیث ہیں جو دوسری امہات کتب میں نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے اتحاف المهرة باطراف العشرة میں اس کتاب کی ان زائد احادیث کو بھی لیا ہے جو کتب ستہ میں موجود نہیں ہیں۔

(۲) امام طحاوی ایک حدیث کو بہت ساری سندوں سے لاتے ہیں جس کے نتیجے میں دوسری کتابوں میں موجود احادیث کے سند و متن سے متعلق اس کتاب میں کچھ ایسی مفید زائد باتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو ان احادیث کے سمجھنے میں ان میں پائی جانے والی علتوں کو اجاگر کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً

(الف) نفس تعدد اسناد جس کی وجہ سے حدیث کو قوت حاصل ہوتی ہے یا اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(ب) کوئی حدیث دوسری کسی کتاب میں ضعیف ناقابل استدلال سند سے مروی

ہوتی ہے اور یہاں اس کی دوسری قوی سند مل جاتی ہے۔

(ج) کوئی حدیث دوسری کتاب میں مدلس کے عنعنہ کے ساتھ تھی جو اِس کتاب میں اُسی مدلس کے طریق سے مخرج ہوتی ہے اور اس میں سماع کی تصریح بھی ہوتی ہے، چناں چہ اس کی وجہ سے تدلیس کا خطرہ زائل ہوجاتا ہے۔

(د) کوئی حدیث کسی دوسری کتاب میں مختلط کے طریق سے ہو، جس سے اُس کے شاگرد نے زمانۂ اختلاط میں حدیث سنی ہو، اور وہی حدیث طحاوی میں ایسے شاگرد کے طریق سے ہوسکتی ہے، جس نے اُس مختلط سے زمانۂ اختلاط سے پہلے علم حاصل کیا ہوتا ہے، چناں چہ یہ واضح ہوجائے گا کہ مختلط نے اس حدیث میں کوئی غلطی نہیں کی ہے۔

(ہ) کوئی حدیث دوسری کتاب میں ارسال یا انقطاع کے ساتھ مروی ہو یا موقوفاً ہو جب کہ طحاوی کی سند میں وہ حدیث متصل اور مرفوع بھی ہوسکتی ہے۔

(و) ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی حدیث دوسری کتاب میں ایسے راوی کے طریق سے ہو جس کو اس میں مبہم یا مہمل رکھ چھوڑا گیا ہو اور طحاوی کی سند میں اس راوی کی تعیین کردی جائے ، یا اس کو ایسے وصف یا نسبت سے متصف کردیا جائے کہ وہ اپنے ماعدا سے ممتاز ہوجائے۔

(ز) اسی طرح گڈمڈ ہونے والے اسماء، القاب اور کنیتوں کی تمیز بھی ہوتی ہے۔

(ح) اضطراب یا رفع ووقف اور وصل وارسال کا اختلاف بھی معلوم ہوتا ہے۔

غرض ایسے اسنادی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کے ذریعہ دوسری کتابوں میں الجھی ہوئی گتھیاں سلجھ جاتی ہے۔

(ط) اسنادی فوائد کے علاوہ اس کتاب سے متن حدیث سے متعلق فوائد بھی بہت سے حاصل ہوتے ہیں، چناں چہ ایک حدیث کسی کتاب میں مختصر ہوتی ہے تو اِس میں مطول، دوسری میں مجمل ہوتی ہے تو اِس میں مفسر، دوسری میں مطلق ہوتی ہے تو اِس میں مقید، اسی طرح بعض متون کے ساتھ سبب ورود حدیث مذکور ہوتا ہے، جس کی وجہ سے منشاء کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی

ہے
(۳) اس کتاب میں بہت سے آثار صحابہؓ وتابعین اور اقوال ائمہ پائے جاتے ہیں جو دوسری کتب میں نہیں ہوتے ہیں، اور ان کی مدد سے مراد حدیث تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔
(۴) فنی اعتبار سے احادیث کی تصحیح، تضعیف اور متعارض احادیث کے درمیان ترجیح یا تطبیق سے متعلق ائمہ کے اقوال سند کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں۔
(۵) مسائل فقہیہ کا عنوان لگایا جاتا ہے اور اس کے ذیل میں احادیث لاکر ان سے استنباط واستدلال کے ایسے انوکھے پہلو اجاگر کیے جاتے ہیں کہ جن کی جانب عموماً مشکل سے ذہن منتقل ہوتا ہے۔
(٦) ایک فقہی مضمون کا عنوان باندھ کر اس کے ذیل میں کچھ ایسی احادیث بکثرت امام طحاوی لاتے ہیں کہ اگر خود امام ان احادیث سے طریقۂ استدلال اور وجہ استنباط کی وضاحت نہ کریں تو اس حدیث کا مسئلہ زیر بحث سے تعلق سمجھنا انتہائی مشکل ہوتا ہے، مثلاً المؤمن لا ینجس اور ان الارض لا تنجس کو باب الماء یقع فیہ النجاسۃ میں امام طحاوی نے ذکر کیا ہے، اس حدیث سے مسئلۂ باب کا کیا تعلق ہے؟ یہ سمجھنا انتہائی مشکل ہے، اسی طرح باب الصلوۃ الوسطی میں مغرب، عشاء کی فضیلت کی احادیث اور قنوت کے معنی سے متعلق کچھ آثار لانا بھی بظاہر باب کے عنوان سے میل نہیں کھاتا اور امام نے اپنی دقت نظر اور اچھوتے طرز استدلال کے ذریعہ مناسبت بخوبی واضح فرمادی ہے

دلچسپ بات یہ ہے کہ کتاب الطلاق میں لیلۃ القدر کی فضیلت اور لیلۃ القدر کس رات میں ہوتی ہے؟ اس کے متعلق بہت ساری احادیث لے آئے ہیں، اسی طرح باب فی وقت الفجر میں قراءت فی الفجر کی احادیث لے آئے ہیں اب ظاہر ہے کہ حضرت امام طحاوی اگر ان احادیث کی مسئلہ زیر بحث سے مناسبت اور طرز استدلال خود بیان نہ فرمائیں تو کس کا ذہن اس کی جانب جاسکتا ہے؟

(۷)اس کتاب میں مذہب احناف کی تائید میں دلائل فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر ائمہ کے مستدلات کی بھی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔

(۸)سب سے بڑا فائدہ اس کتاب کی ممارست ومزاولت سے یہ ہوتا ہے کہ مختلف اور متعارض احادیث کے درمیان اسنادی پہلوؤں سے نقد ونظر کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور متن کے نقد ودرایت کے داخلی معیار کو استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے بایں طور کہ احادیث کو قرآن، احادیث وارده فی الباب، اجماع اور عمل متوارث سے موازنہ کرکے تطبیق یا ترجیح کی عملی مشق ہوتی ہے، اسی وجہ سے علامہ زاہد الکوثریؒ نے فرمایا ہے کہ: عالم میں فقہی ملکہ پیدا کرنے اور نصوص میں اسنادی پہلوؤں کے علاوہ داخلی نقد ونظر کے ساتھ تفقہ کے مختلف انداز سکھانے کے سلسلے میں اس کتاب کی نظیر دنیا میں موجود نہیں ہے۔(حدیث اور فہم حدیث)

مؤطین:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ باب کا موضوع بیان کرتے ہیں، اس کے مطابق حدیث درج کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اقوالِ صحابہ، تابعین اور اکثر مواقع پر عمل اہل مدینہ کا بھی ذکر کرتے ہیں، بعض دفعہ ذاتی طور پر فقہی آراء پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مؤطا کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

میری کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال ہیں پھر تابعین کے، اور رائے یعنی اجماع اہل مدینہ ہے، میں اِن سے باہر نہیں نکلا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا کو فقہی ابواب پر مرتب فرمایا ہے، انہوں نے صرف احادیثِ مرفوعہ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس میں اقوالِ صحابہ اور فتاویٰ تابعین کو بھی جمع کردیا۔

امام کا مقصد صرف نصوصِ شریعت کی تدوین نہ تھا، بلکہ آپ نصوص سے مسائل کے استنباط و استدلال کے لیے ایک جامع طرز اُسلوب متعارف کروانا چاہتے تھے۔امام کا اس

کتاب کی تالیف سے مقصد فقہ کے اصول وفروع کا بیان تھا۔

صحاح ستہ پڑھنے کی ترتیب

اس لیے علماء نے لکھا ہے حدیث پڑھنے والے کو سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ اس حدیث کے متعلق ائمہ کیا کہتے ہیں اور ان کا مذہب کیا ہے؟ یہ بات **ترمذی** سے معلوم ہوگی۔

اس کے بعد جب مذہب معلوم ہو گیا تو اب ضرورت ہے کہ اس کی دلیل معلوم ہو، وہ وظیفہ **ابوداود** کا ہے۔

اس کے بعد اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ کیسے مستنبط ہوا؟ یہ وظیفہ **بخاری** کا ہے کہ وہ استنباطِ مسائل کے طریقہ کی نشان دہی فرماتے ہیں۔

اس کے بعد جب احادیث سے مسائل مستنبط ہو گئے اور دلائل سامنے آ گئے تو ان دلائل کی تقویت کے لیے اسی مضمون کی دوسری حدیث کی بھی ضرورت ہوتی ہے، یہ کمی **امام مسلم** پوری کرتے ہیں۔

اب اس کے بعد اس امر کی ضرورت پیش آتی ہے کہ یہ حدیث جو مستدل بن رہی ہے، اس کے اندر کوئی علت تو نہیں، اس کا تعلق **نسائی** سے ہے۔

اس کے بعد آدمی کو ایک مستقل بصیرت حاصل ہو جاتی ہے، اب اس کو چاہیے کہ وہ احادیث پر غور کرے اور خود دیکھے کہ اس حدیث کے اندر کوئی علت تو نہیں، کیوں کہ نسائی شریف کے اندر تو خود امام نسائیؒ ساتھ دے رہے تھے اور بتلاتے جاتے تھے کہ اس حدیث میں یہ علت ہے، لیکن اب ضرورت اس بات کی ہے کہ بغیر کسی کے مطلع کیے ہوئے خود احادیث کو پرکھے اور علل کو تلاش کرے، اس کے لیے معین **ابن ماجہ** ہے، کیوں کہ اس میں احادیث گڈمڈ ہیں اور کسی کے متعلق یہ نہیں بتلایا گیا ہے کہ اس حدیث کا درجہ کیا ہے، انہی

اغراض کے پیش نظر ہمارے اکابر نے مذکورہ بالا ترتیب قائم فرمائی تھی (سراج القاری، ج۔۱، مقدمہ الکتاب۔ص: ۵۳)

خلاصہ یہ ہے کہ صحاح ستہ کو مندرجۂ ذیل ترتیب سے پڑھنا چاہیے۔

(۱) ترمذی (۲) ابوداود (۳) بخاری (۴) مسلم (۵) نسائی (۶) ابن ماجہ

(۹)
ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان مطابقت

عنوان اور ترجمہ کا معنیٰ:

کسی چیز کا آغاز اور ابتدائی حصہ۔ جیسے "ترجمة الکتاب" کتاب کا ابتدائی حصہ۔

صحاح ستہ میں احادیث ذکر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حدیث کے مضمون کے مطابق ترجمہ قائم کیا جاتا ہے، اس کے بعد حدیث ذکر کی جاتی ہے۔

کبھی ترجمۃ الباب اور مذکور حدیث کے درمیان مطابقت اس طرح واضح ہوتی ہے کہ غور وخوض کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

کبھی ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان مطابقت واضح نہیں ہوتی جس کی وجہ سے غور وخوض کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اور کبھی حدیث اور ترجمۃ الباب کے درمیان مطابقت انتہائی دقیق ہوتی ہے، جو اکابر محدثین کی کتابوں کی مراجعت کے بغیر واضح نہیں ہوتی ہے۔

عام طور پر اس طرح کے تراجم بخاری میں پائے جاتے ہیں، اور کچھ تراجم نسائی میں پائے جاتے ہیں۔

امام بخاری نے اپنی کتاب کے تراجم ابواب میں بہت سے علمی، فقہی، اصولی اور لغوی حقائق اور دقائق کو سمودیا ہے، جن کے سمجھنے سے بڑے بڑے فحول علماء بھی قاصر رہے ہیں، اور عظیم رجال ان تک رسائی حاصل کرنے سے حیران ہیں، حتیٰ کہ مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے

ہیں: بخاری سے پہلے کسی مصنف نے اس قسم کے تراجم ابواب قائم نہیں کیے اور نہ ہی ان کے بعد اس قسم کے تراجم ابواب وجود میں آئے، گویا امام بخاری اس دروازے کو کھولنے والے تھے اور خود ہی اس دروازے کو بند کردینے والے ہیں۔ هو الفاتح لذلك الباب وصار هو الخاتم۔

تراجم کے اندر امام بخاری نے ترجمة الباب سے متعلق آیات، صحابہ اور تابعین کے فتاویٰ اور اہل لغت کے کلام کو درج کیا ہے، اور بہت سے تراجم میں مرفوع معلقات بھی لائے ہیں، ان تراجم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام بخاری کو حدیث، تفسیر، تاریخ، لغت، اصول اور علم کلام پر پورا پورا عبور حاصل تھا، اس لیے یہ بات مشہور ہوچکی ہے ۔فقه البخاری فی تراجمه کہ امام بخاری کی فقہ ان کے تراجم میں موجود ہے۔

☆وہ کتب جو تراجم بخاری کے حل کے لیے لکھی گئیں۔

تراجم بخاری کی دقت کے پیش نظر علماء نے اس کے حل کے لیے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ نیز بخاری کی شروح میں حل تراجم کے لیے حل تراجم کے لیے خاص توجہ دی گئی ہے۔

(١) فلُك أغراض البخاري المبهمة في الجمع بين الحديث والترجمة: لأبي عبد الله محمد بن منصور بن حمامة المغْرَاويّ السَجُلَمَاسِيّ، (م:٣٧٠هـ).

(٢) تراجم كتاب صحيح البخاري ومعاني ما أشكل منه: لابن رَشِيقٍ أَبِي العَبّاسِ أحمد الأندلسي المالكي، (م:٤٤٢)

(٣) المتواري على تراجم البخاري: لابن الورد أحمد بن محمد بن عمر المالكي، (م:٥٤٠)

(٤) المتواري على تراجم البخاري: لناصر الدين ابن المنِيّر أحمد بن محمد بن منصور الإسكندري المالكي،

قال ابن حجر: (قد جمع العلامة ناصر الدين أحمد بن المنيّر خطيب الإسكندرية من ذلكَ أربعمائة ترجمة (م:٦٨٣) وهو مطبوع. ونسبه بعضهم إلى أخيه زين الدين.

(٥) شرح مناسبات تراجم البخاري: لابن المنير أبي الحسن زين الدين علي بن محمد بن منصور الإسكندري المالكي، (م: ٦٩٥) وهو شرح على كتاب أخيه ناصر الدين السابق.

(٦) ترجمان التراجم: لأبي عبدالله محمد بن عمر بن رُشَيد الفهري التِبِبتِي، (م:٧٢١)

(٧) مناسبات تراجم البخاري: لابن جماعة محمد بن إبراهيم بن سعدالله الحَمَوِيّ الشافعي الدمشقي، (م:٧٣٣)

(٨) مناسبات تراجم أبواب البخاري لأحاديث الباب: لبدر الدين البُلقيني أبي حفص عمر ابن رسلان المصري الشافعي. (م:٨٠٥)

(٩) المتواري على تراجم صحيح البخاري: لابن ناصر الدين أبي عبدالله محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي (م:٨٤٣)

(١٠) شرح تراجم البخاري: لابن علي بافضل محمد بن أحمد بن عبدالله السعدي الحضرمي اليمني الشافعي. (م:٩٠٣)

(١١) أمالي على أبواب متفرِقة من صحيح البخاري: للمستنيري أبي عبد الله محمد الشريف المالكي. (م:١١٣٨)

(١٢) الأبواب والتراجم للبخاري: للشيخ محمود حسن الديوبندي، (م:١٣٣٩). بلغ إلى باب: (من أجاب السائل بأكثر مما سأله من كتاب العلم) ثم اخترمته المنية قبل إكماله. مطبوع.

(١٣) تعليقات على أبواب البخاري: لشاه عبدالرحيم الدهلوي الحنفي. (م:١١٥٠)

(١٤) شرح تراجم أبواب صحيح البخاري: للشاه ولي الله أحمد بن عبد الرحيم الدهلوي الهندي، (م: ١١٧٦)

(١٥) الأفاويق بتراجم البخاري والتعالي: للبهكلي عبد الرحمن بن أحمد بن الحسن الضَّمْدِي اليماني الزيدي القاضي. (م: ١٢٤٨)

(١٦) أمالي على أبواب صحيح البخاري: للنجّار أبي عبد الله محمّد بن عثمان بن محمد التونسي المالكي. (م: ١٣٣١)

(١٧) لُبُّ اللبـــاب في التراجم والأبواب: للعـلامة عبـد الحـق الهاشمي (م: ١٣٩٢)

(١٨) الأبواب والتراجم للبخاري: تأليف العلامة محمد زكريا الكاندهلوي، (م: ١٤٠٢)

حسب ضرورت ان کتابوں کی مراجعت کرنی چاہیے۔

(۱۰)

مختلف الحدیث ومشکل الحدیث کا حل

(متعارض ومشکل نصوص کے حل کی جانب رہنمائی کرنے والا علم)

ائمۂ دین کو اللہ تعالی نے یہ خاص توفیق عنایت فرمائی کہ انہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف حالات زندگی کو کتابوں میں محفوظ کیا بلکہ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جزئیات کو بھی یکجا کر دیا، بلکہ اسے غل وغش سے محفوظ رکھنے کے لیے باقاعدہ اسماء الرجال اور اصول حدیث کو مقرر کیا، جسے ''علم مصطلح الحدیث'' کا نام دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرامؓ کے مبارک دور میں اگر چہ یہ علم مدون نہ تھا لیکن اس کی بنیادیں پورے طور پر موجود تھیں، انہی بنیادوں پر بعد میں اصول حدیث مدون ہوئے اور حضرات محدثین نے اس کے ہر پہلو پر پوری تفصیل سے بحث فرمائی، اس علم میں ابن الصلاح کی کتاب'' علوم الحدیث'' قابل ذکر ہے جو علوم حدیث کی ۶۳، انواع پر مشتمل ہے، اس میں ہر نوع ایک مستقل علم کی حیثیت رکھتی ہے، اور ان میں سے بعض انواع پر محدثین نے باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے ایک نوع **''علم مختلف الحدیث''** ہے جو علوم حدیث کا ایک انتہائی اہم فن ہے جس میں حدیث کے باہمی تعارض وتناقض کی حقیقت، اسباب، شروط اور ان کے حل کرنے کے طریقے بیان کیے جاتے ہیں، جس طرح قرآن وحی الہی ہے، اسی طرح حدیث بھی وحی ہے اور وحی الہی میں حقیقی تعارض محال ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے "لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا" بسا اوقات آیت اور حدیث یا دو حدیثوں میں بظاہر تعارض وتناقض نظر آتا ہے، مستند

روایات میں تعارض یقیناً محال ہے اور یہ ظاہری تعارض دیکھنے والے کی عقل کا قصور ہوسکتا ہے، اس لیے کہ وحی الٰہی اس سے مبراء ہے، پھر بھی اس ظاہری تعارض کو حل کرنے کے لیے محدثین وفقہاء نے مستقل کتابیں تحریر فرمائیں، ان میں امام شافعی کی **إختلاف الحدیث**، ابن قتیبہ کی **تاویل مختلف** اور امام جعفر طحاوی کی **مشکل الآثار** سرفہرست ہیں، ان کے علاوہ دیگر علماء نے بھی اس موضوع پر ضمناً یا تفصیلاً بہت کچھ لکھا ہے۔

اب مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث کی تعریف ذکر کی جاتی ہے۔

☆مختلف الحدیث:

مختلف الحدیث سے مراد ایسی دو حدیثیں ہیں جو باہم متعارض ہو لیکن ان کے درمیان جمع و تطبیق ممکن ہو۔

☆مشکل الحدیث:

مشکل الحدیث ان احادیث کو کہا جاتا ہے جن کا معنی واضح نہ ہو یعنی وہ متن حدیث ہے جس کی مراد بادیٔ النظر میں واضح نہ ہو۔

☆مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث میں موازنہ:

(۱) مختلف الحدیث کے وجود کے لیے ضروری ہے کہ دو یا زیادہ احادیث موجود ہوں جن میں ظاہری طور پر تعارض اور اختلاف پایا جائے۔

مشکل الحدیث کے لیے دو یا زیادہ احادیث میں تعارض کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔

(۲) احادیث میں موجود تعارض کو رفع کرنے کے لیے علماء کے طے کردہ اصولوں کے مطابق ہی چلنا پڑے گا، اس تعارض کو رفع کرنے کے لیے صرف عقل پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

اور مشکل الحدیث کو رفع کرنے کے لیے غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے لیے عقل ایک اہم عنصر ہے، بلکہ بسا اوقات عقل کے ذریعہ ہی اشکال رفع کیا جاتا ہے۔

(۳) مختلف الحدیث کے لیے ضروری ہے کہ پایا جانے والا اختلاف صرف دو یا دو سے زیادہ احادیث کے درمیان ہی ہو، احادیث کے علاوہ دوسرے دلائل سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

مشکل الحدیث کسی ایک دلیل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کی بہت ساری قسمیں ہیں

- حدیث میں پایا جانے والا اشکال حدیث کے اپنے معنی کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو، اس میں کسی دوسری حدیث سے اختلاف ضروری نہیں ہے۔
- حدیث کا تعارض آیت سے ہو۔
- حدیث کا تعارض اجماع سے ہو۔
- حدیث کا تعارض قیاس سے ہو۔
- حدیث کا تعارض عقل سے ہو۔

اب اس فن میں لکھی گئی تین کتابوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)
اختلاف الحدیث

تالیف: محمد بن ادریس شافعی (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)(م:۲۰۴)

☆ کتاب کی تالیف کا مقصد:

اس کتاب کے لکھنے سے امام شافعی کا یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ تمام متعارض روایات کو اپنی کتاب میں جمع کر دیں، بلکہ انہوں نے کچھ متعارض احادیث کو ذکر کر کے تعارض کو دور کرنے کے طریقہ کی وضاحت کی ہے۔

☆ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج:

امام شافعیؒ نے کتاب کے آغاز میں ایک طویل مقدمہ لکھا ہے، جس میں حدیث کی اہمیت اور اسلامی قانون میں اس کی حیثیت پر روشنی ڈالی ہے، دلائل کثیرہ کے ذریعہ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ احادیث قرآن کے لیے تفسیر اور مسائل میں رہبر ہے، اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حدیث کو یہ مقام حاصل ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں اور کسی بھی زمانے میں اس کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے، اسی طرح خبر واحد کے حجت ہونے کو بھی بیان کیا ہے اور اس کی مثالیں ذکر کی ہیں، اس کے بعد نسخ اور ترجیح کا قاعدہ ذکر کیا ہے۔

☆ مسائل بیان کرنے میں امام شافعی کا منہج

(۱) جس موضوع سے متعلق روایات ذکر کرنی ہوتی ہیں اس موضوع سے متعلق عنوان قائم کرتے ہیں اور اس عنوان کے تحت روایات کو ذکر کرنے کے بعد ان پر بحث فرماتے ہیں۔

(۲) اکثر حدیث کی سند ذکر کرنے کے بعد اگر وہ روایت متعدد طرق سے منقول ہو تو ان طرق کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

(۳) باب سے متعلق حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کے متعارض احادیث کو بھی سند کے ساتھ

ذکر کرتے ہیں۔

(۴) احادیث اور اس کے شواہد ذکر کرنے کے بعد مسئلہ پر بحث کرتے ہیں، جن الفاظ میں اختلاف واقع ہوتا ہے، اس کی تفصیل اور وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ بظاہر نظر آنے والا تعارض ختم ہوجاتا ہے اور بسااوقات یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ روایات تو ایک دوسرے کو تقویت دینے والی اور معانی کو زیادہ واضح کرنے والی ہیں، اگر جمع ممکن نہ ہو اور نسخ کا مسئلہ ہو تو اس کی بھی وضاحت کردیتے ہیں۔

(۵) امام شافعی جب کسی جگہ تعارض ختم کرتے ہیں اور ان کے موقف کے علاوہ کسی کے موقف کی تائید ہوتی ہے تو اسے بھی بیان کردیتے ہیں، اور فصل کے آخر میں الخلاف فیہ کہہ کر صحیح موقف پیش کردیتے ہیں۔

☆ تعارض رفع کرنے کا طریقہ

امام شافعی نے احادیث میں موجود تعارض رفع کرنے کا وہی طریقہ ہے جو محدثین ومتکلمین اور جمہور کا طریقہ ہے۔

(۱) اگر جمع کرنا ممکن ہو تو سب سے پہلے احادیث کے درمیان جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے کہ جمع کی صورت میں دونوں احادیث پر عمل ہوجاتا ہے۔

(۲) اگر جمع کرنا ناممکن ہو تو ناسخ ومنسوخ کی طرف نظر فرماتے ہیں، اگر تاریخ کا علم ہوجاتا ہے تو منسوخ روایت کو ترک کردیتے ہیں۔

(۳) اگر مذکورہ دونوں صورتیں ناممکن ہوتی ہے تو ترجیح کا راستہ اختیار کرتے ہیں، قرائن سے جس روایت کو تقویت پہنچتی ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

☆ کتاب کی ترتیب:

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی نے احادیث ابواب کی تقسیم کے

اعتبار سے جمع کی ہیں، لیکن ابواب کی آپس میں کوئی ترتیب نہیں ہے، ابواب کی ترتیب میں فقہی ترتیب کو بھی ملحوظ نہیں رکھا ہے۔ مثلاً بعض ابواب کی ترتیب اس طرح ہے۔

القراءة فی الصلوة،والقراءة فی التشهد،والقرآءة فی الوتر،والقصرو الاتمام فی السفر،والفطر والصوم فی السفر (اس کے بعد ان ابواب کو بیان کیا ہے) قتل الأساری والمفاداة علیهم والمن علیهم،والماء من الماء،والتیمم،وصلوة الإمام جالسا ومن خلفه قائما،وصوم یوم عاشوراء۔۔۔الخ

یا مثلاً بیع الطعام کے بعد ابواب کی ترتیب اس طرح ہے،أبواب الدعوی والبینات ،من مات ولم یحج أو كان علیه نذر،ومن أعتق شركا له فی عبد وقتل المؤمن بالكافر ،وجرح العجماء جبار۔۔۔

ابواب کی اس ترتیب کی وجہ سے کتاب سے استفادہ مشکل ہے، عدم ترتیب کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یا تو امام شافعی نے یہ کتاب مختلف اوقات میں مرتب کی ہے، یا پھر ان سے روایت کرنے والوں میں سے کسی نے بعد میں یہ کتاب مرتب کی ہے۔

☆ کتاب کی خصوصیات

(۱) امام شافعی کی یہ کتاب خالصۃً مختلف الحدیث کے موضوع پر ہے، اس میں مشکل الحدیث کے مسائل نہیں ہے، اس لیے قاری اطمینان سے کسی اختلاط کے بغیر مسائل کو سمجھ لیتا ہے۔

(۲) عام طور سے احادیث کی تمام سندوں کو ذکر کر دیا گیا ہے، جس کا فائدہ یہ ہے کہ سند پر نظر رکھنے والے قاری کے سامنے سند کے تمام راوی رہتے ہیں۔

(۳) اکثر مقامات پر حدیث کی صحت پر بھی بحث کی ہے، اس طرح ترجیح کی صورت میں وجہ ترجیح بھی سمجھ میں آجاتی ہے، بالخصوص جب کہ وجہ ترجیح حدیث کا صحیح ہونا ہو۔

(۴) کسی باب میں اس باب سے متعلق حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس کے شواہد بھی

ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس مسئلہ سے متعلق تمام احادیث سامنے آجاتی ہے، مثلاً باب الصیام فی الحضر و السفر میں آٹھ احادیث ذکر کی ہیں۔

(۵)امام شافعی کی فصاحت و بلاغت کا کتاب پر گہرا اثر ہے۔

(٦)اس کتاب میں کل ٦٦ ابواب کے تحت ۲۵۳ روایات ذکر کی گئی ہیں۔

(۲)
تاویل مختلف الحدیث

تالیف: ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۲۷۰)

☆ کتاب کی تالیف کا مقصد

اس کتاب کی تالیف سے ابن قتیبہؒ نے اپنا مقصد ان الفاظ سے واضح کیا ہے کہ: اس کتاب کی تالیف سے ہمارا مقصد زنادقہ اور باطل فرقوں کا رد نہیں ہے بلکہ ان مسلمانوں پر رد کرنا ہے جو مسلمان ہو کر احادیث میں تضاد کا دعوی کرتے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن قتیبہؒ نے اس کتاب کی تالیف میں بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے، اور وہ اپنے مقصد میں مکمل طور سے کامیاب ہوئے ہیں، جیسا کہ ابن صلاحؒ نے ان الفاظ میں کتاب کی تعریف کی ہے۔والحقیقة أن ابن قتيبة قد أخلص النية وأحسن القصد كما يستيقنه من ينظر في كتابه هذا، فلا يضره ولا يقدح في عمله أنه قد جانب الصواب في أشياء منه ما قصر باعه فيها وأتى بما غيره أولى وأقوى (مقدمہ ابن الصلاح)

اس کتاب کی فضیلت کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ یہ کتاب ایسے وقت میں معرض وجود میں آئی کہ جب جاہلوں اور گمراہوں کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات کا علمی انداز میں جواب دینے کی سخت ضرورت تھی، ابن قتیبہ کی یہ کتاب بعد میں آنے والوں اور اس موضوع پر لکھنے والوں کے لیے رہبر کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆ امام ابن قتیبہؒ کا نہج

امام ابن قتیبہ نے کتاب کے آغاز میں مفید مباحث پر مشتمل ایک طویل مقدمہ لکھا ہے ،جس میں انہوں نے متکلمین کے اہل حدیث پر اعتراضات کو ذکر کرنے کے بعد انہی کی

عبارتوں میں تضاد کو واشگاف کیا ہے، اور بھرپور انداز میں ان پر رد کیا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ متکلمین خود آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ ابوالہذیل العلاف، ہشام بن الحکم، ثمامہ اور جاحظ جیسے لوگوں کا نام لے کر ان پر رد کیا ہے اور ان کے عقائد کو واضح کیا ہے۔

مقدمہ میں متکلمین پر رد کے علاوہ محدثین کے مقام و مرتبہ اور ان کی اقتداء و پیروی کرنے کے فضائل کو بھی بیان کیا ہے۔

☆ تعارض رفع کرنے کا طریقہ

ابن قتیبہؒ متعارض روایات کو بیان کرنے کے بعد اس تعارض کا جواب دیتے ہیں، پھر اپنے جواب کی تائید میں شواہد ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ وہ ایسے لوگوں پر رد کرتے ہیں جو ان احادیث میں تعارض کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابن قتیبہ نے اس کتاب میں درج ذیل اقسام کی احادیث کو ذکر کیا ہے۔

(۱) وہ احادیث جن میں باہم تعارض کا دعوی کیا گیا ہے۔

(۲) وہ احادیث جو قرآن کے متعارض ہیں۔

(۳) وہ احادیث جو عقل کے خلاف ہیں۔

(۴) وہ احادیث جو اجماع کے خلاف ہیں۔

(۵) وہ احادیث جو قیاس سے متعارض ہیں۔

☆ کتاب کی ترتیب

ابن قتیبہؒ نے جن مسائل پر مشتمل احادیث کو ذکر کیا ہے وہ غیر مرتب ہیں، فقہی اعتبار سے ان کی کوئی درجہ بندی نہیں کی گئی ہے۔

مزید برآں مشکل الحدیث اور مختلف الحدیث میں کوئی فرق بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے

،دونوں طرح کی احادیث کو ایک ساتھ ہی ذکر کر دیا گیا ہے۔

☆کتاب کی خصوصیات

(۱)ابن قتیبہؒ نے بعض احادیث کی سندیں ذکر کی ہیں، باقی تمام احادیث بلا سند ذکر کی ہیں۔
(۲) بعض احادیث پر صحت، حسن اور ضعف کا حکم بھی لگا یا ہے۔
(۳)ابن قتیبہ جب جوابات ذکر کرتے ہیں تو مشکل الفاظ کی وضاحت کے لیے بطور استشہاد اشعار ذکر کرتے ہیں، جن سے ان کے ادبی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔
(۴)مختلف الحدیث سے متعلق (۱۱۱) احادیث (۴۶) موضوعات کے تحت ذکر کی ہیں اور (۶۲) موضوعات کے تحت (۷۲) احادیث مشکل الحدیث سے متعلق ہے۔

(۳)
مشکل الآثار

تالیف: امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ کتاب لکھنے کا مقصد

امام طحاوی نے اس کتاب کے تالیف کا مقصد خود ہی واضح کیا ہے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول مقبول اسناد کے ساتھ متعدد روایات کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اکثر لوگ ان کی معرفت سے غافل ہیں اس صورت حال کو دیکھ کر احادیث میں موجود مشکل امور کے حل، ان میں موجود احکامات کی وضاحت، احادیث کے درمیان موجود تعارض کے جوابات اور احادیث پر وارد اعتراضات کی تردید کرنے کا میرے دل میں داعیہ پیدا ہوا، میں اللہ تعالی کی توفیق اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے کام کر رہا ہوں۔

امام طحاوی کی اس تالیف میں مندرجۂ ذیل تین چیزیں نمایاں ہیں۔

(۱) احادیث میں موجود اشکالات کی وضاحت

(۲) روایات میں موجود احکامات کا استخراج

(۳) احادیث کے درمیان موجود تعارض اور اعتراضات کے جوابات۔

☆ مشکل الاحادیث کی وضاحت میں امام طحاویؒ کا منہج

سب سے پہلے امام طحاوی ''باب'' کے عنوان سے باب کا موضوع بیان کرتے ہیں، مثلاً ''بيان ما أشكل علينامما روى عنه صلى الله عليه وسلم'' بعض مقامات میں عنوان کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں ''بيان مشكل ماروى عنه صلى الله عليه وسلم'' پھر

اس باب کی حدیث مع سند ذکر کرتے ہیں، اگر اس حدیث کی کوئی دوسری سند ہوتی ہے تو اسے بھی صراحۃً ذکر کرتے ہیں، حتی کہ حدیث کے تمام متعلقات کو باب میں ذکر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کئی مرتبہ اپنی طرف سے اس طرح سوال کرکے جواب دیتے ہیں "فسأل سائل هل يختلف هذا الحديث والحديث الذى رويتموه" اور پھر حدیث بیان کرنے کے بعد اس کے شواہد اور متابعات ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بعد اعتراض کا جواب دیتے ہیں اور احادیث میں موجود تعارض کو رفع کرتے ہیں۔

☆ امام طحاویؒ کے تعارض رفع کرنے کا طریقہ:

امام طحاوی جواب کی ابتداء دونوں احادیث کے صحیح معنی بیان کرنے کے ذریعہ کرتے ہیں، صحیح معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں احادیث کے درمیان کوئی اختلاف تھا ہی نہیں! اس کے بعد دونوں احادیث کی اس طرح تشریح کرتے ہیں جس سے دونوں احادیث کا ایک ہی مقصد واضح ہوجاتا ہے، اس طرح تعارض رفع ہوجاتا ہے۔

☆ کتاب کے ابواب کی ترتیب:

کتاب کے تمام ابواب و موضوعات غیر مرتب ہیں، ان کے درمیان کسی فقہی ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے، بعض مقامات پر ابواب کے درمیان کوئی ربط ہی نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ امام طحاوی نے اس کتاب کو مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر تالیف کیا ہوگا، یا جیسے جیسے اعتراضات پیش آتے گئے ہوں گے، ویسے ویسے کتاب کو مرتب کیا گیا ہوگا، واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

☆ کتاب کی خصوصیات

(۱) اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں احادیث وآثار مع اسناد

ذکر کیے گئے ہیں، اسی طرح متابعات وشواہد بھی مع اسناد ذکر کیے گئے ہیں۔
(۲) کتاب میں مخصوص موضوعات کے بجائے ہر طرح کے موضوعات ہیں، مثلاً عقائد، آداب، فرائض، جنایات، ایمان، اخلاق، اسباب نزول، قراءت اور مشکل القرآن وغیرہ۔
(۳) امام طحاوی نے اس کتاب میں روایات پر نقد کرتے ہوئے ثقاہت اور ضعف کے اعتبار سے رواۃ کے حالات بھی بیان کیے ہیں، اور جہاں سند میں انقطاع ہوتا ہے، اس کی بھی وضاحت کی ہے۔
(۴) امام طحاوی جو متعارض روایات پیش کرتے ہیں وہ تین یا چار ہوتی ہے۔

امام شافعیؒ، امام ابن قتیبہؒ اور امام طحاویؒ کی تالیفات کا موازنہ

☆ ان کتابوں کے مقاصد

امام شافعیؒ نے اپنی کتاب کی تالیف کا جو مقصد بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی چاہتے ہیں کہ جو لوگ حدیث میں جمع وتطبیق پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں رہنمائی مل سکے، اسی انداز سے انہوں کتاب کو مرتب کیا ہے اور مثالیں دی ہیں۔
ابن قتیبہؒ کے پیش نظر وہ لوگ ہیں جو احادیث میں تعارض ثابت کر کے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، اس لیے انہوں اس خیال کی تردید کرتے ہوئے تعارض کے دعوے داروں کے سامنے رفع تعارض کے اصول پیش کیے۔
امام طحاوی مذکورہ دونوں مناہج کے جامع ہیں، آپ نے ایک طرف احادیث میں جمع وتطبیق پیدا کرنے والوں کی رہنمائی کی تو دوسری طرف رفع تعارض کے اصول بھی بیان کئے۔

☆ مسائل پیش کرنے کا طریقہ:

تینوں کتابوں میں مسائل پیش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے باب سے متعلقہ حدیث بیان کرتے ہیں اور اس حدیث میں مذکور الفاظ کے معنی بیان کرتے ہیں، اس

کے بعد اس حدیث سے متعارض دوسری حدیث ذکر کرتے ہیں پھر ان احادیث کے متابعات وشواہد ذکر کرتے ہیں، آخر میں ایسے دلائل پیش کرتے ہیں جن سے احادیث کے درمیان موجود تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

امام طحاوی ابتداء تعارض کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں۔

ان تینوں ائمہ کے الفاظ وعبارات تو مختلف ہیں لیکن تعارض رفع کرنے کا طریقہ اور منہج تقریباً ایک جیسا ہی ہے۔

☆ تعارض رفع کرنے کا طریقہ:

تینوں ائمہ پہلے احادیث کو ذکر کرتے ہیں پھر متابعات وشواہد ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد رفع تعارض کے اصول کی روشنی میں تعارض کو دور کرتے ہیں اور اپنے اپنے ذوق کے اعتبار سے مزید دلائل بھی پیش کرتے ہیں

ابن قتیبہ چوں کہ ادب کا ذوق رکھتے ہیں، اس لیے ان کی کتاب میں لغت سے دلائل بکثرت ذکر کیے گئے ہیں، منقولی اور اسنادی دلائل بھی ہیں لیکن ادبی پہلو غالب ہے۔

امام شافعی اور امام طحاوی فقہ وحدیث کے آدمی ہیں، اس لیے ان کی کتابوں میں منقولی ومعقولی دلائل کثرت سے پائے جاتے ہیں، یہ ان کی کتابوں کا طرۂ امتیاز ہے۔(احادیث میں رفع تعارض کے اصول از: مرزا حید راصل کتابوں کی مراجعت کے بعد)

احادیث میں ظاہری طور پر موجود تعارض کو رفع کرنے کے لیے مذکورۂ بالا کتابوں کی حسب ضرورت مراجعت کرنی چاہیے۔

(۱۱)
ناسخ ومنسوخ کی تحقیق

درایت حدیث کے لیے جو علوم درکار ہیں ان میں ایک علم ناسخ ومنسوخ کی معرفت ہے، جب تک محدث کو اس علم میں مہارت تامہ نہیں ہوتی وہ متعارض نصوص کے درمیان متوازن رائے قائم نہیں کرسکتا ہے۔

نسخ کے لغوی معنی ختم کرنا، زائل کرنا اور مٹادینا ہے، اصطلاح شریعت میں اس کی حقیقت یہ ہے کہ شارع کی جانب سے حکم سابق کی مدت ختم ہونے کو بتلانا۔

کیوں کہ اللہ تعالی کے علم میں بعض احکام مؤقت ہوتے ہیں، مدت کے پورے ہونے پر حکم انتہاء کو پہنچ جاتا ہے اور حکم سابق کی جگہ دوسرا حکم دیا جاتا ہے۔

نسخ ایسے حکم میں ہوتا ہے جو مدت اور وقت کی تعیین کا احتمال رکھتا ہو، اگر اس میں وقت کی تعیین کا بالکل احتمال نہ ہو تو وہ نسخ کا مورد نہ ہوگا، نسخ کبھی تدریجی ہوتا ہے اور کبھی یکبارگی ،تدریجی مثلاً کنویں کے احکام میں کو رفتہ رفتہ شدت سے خفت کی طرف لایا گیا اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے جیسے نماز کے منافی اعمال میں حرمت کے تعلق سے خفت سے شدت کی جانب لایا گیا۔

☆ نسخ کی قسمیں:

نسخ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

(۱) نسخ منصوص

نسخ منصوص یعنی دلیل نسخ خود کسی مرفوع حدیث میں وارد ہو۔

(۲) نسخ اجتہادی

دو متعارض دلیلوں میں سے ایک کا مؤخر ہونا
یہ نسخ مندرجۂ ذیل امور سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱) کسی صحابی کے قول سے

(۲) تاریخ سے

(۳) ممانعت سے (جیسی محرم اور مبیح نص کا جمع ہونا)

(۴) قواعد کلیہ کے ساتھ معارض ہونے کی وجہ سے

(۵) نص متواتر

(۶) مشہور کے ساتھ تعارض سے

(۷) اس صحابی کے عمل کے خلاف ہونے سے ہو۔

☆علم ناسخ ومنسوخ سے متعلق تالیفات:

(۱) الناسخ والمنسوخ من الحدیث: عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (م:۲۴۱)

(۲) ناسخ الحدیث ومنسوخہ: ابوبکر احمد بن محمد الطائی المعروف ب اثرم (م:۲۶۱)

(۳) الناسخ والمنسوخ من الحدیث: ابوداؤد سجستانی سلیمان بن اشعث (م:۲۷۵)

(۴) ناسخ الحدیث ومنسوخہ: ابوبکر محمد بن عثمان بن الجعد شیبانی۔

(۵) ناسخ الحدیث ومنسوخہ: احمد بن اسحاق تنوخی (م:۳۱۸)

(۶) الناسخ والمنسوخ: احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی مصری (م:۳۲۱)

(۷) ناسخ الحدیث ومنسوخہ: ابوجعفر نحاس احمد بن محمد بن اسماعیل مصری (م:۳۳۸)

(۸) الناسخ والمنسوخ: ابومحمد قاسم بن اصبغ بن محمد بن یوسف اموی قرطبی (م:۳۴۰)

(۹) الناسخ والمنسوخ من الحدیث: عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اصبہانی (م:۳۶۹)

(۱۰) ناسخ الحدیث ومنسوخه: **ابوحفص عمر بن شاھین بغدادی** (م:۳۸۵)

(۱۱) الناسخ والمنسوخ: **ابوالقاسم عبدالکریم بن وازن بن عبدالملک قشیری** (م:۴۶۵)

(۱۲) الإعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار: **محمد بن موسی بن حازمی** (م:۵۸۴)

(۱۳) إعلام العالم بعد رسوخه بحقائق ناسخ الحدیث ومنسوخه: **ابن الجوزی حنبلی** (م:۵۹۷)

(۱۴) إخبار أهل الرسوخ فی الفقه والحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث: **ابن الجوزی حنبلی** (م:۵۹۷)

(۱۴) الناسخ والمنسوخ فی الحدیث: **احمد بن محمد بن مظفر بن المختار رازی** (م:۶۳۱)

(۱۵) رسوخ الأحبار فی منسوخ الاخبار: **برہان الدین ابراهیم بن عمر** (م:۷۳۲)

(۱۶) عدة المنسوخ فی الحدیث: **حسین بن عبدالرحمن شیخ علی اہدل** (م:۸۵۵)

ناسخ ومنسوخ کی معرفت کے لیے ان مذکورۂ بالا کتابوں کی حسب ضرورت مراجعت کرنی چاہیے۔

(۱۲)

مذاھب ائمہ اوران کے دلائل

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محدثین کرام نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق وجستجو اوران کے ثبوت واستناد میں کوئی دقیقہ اٹھانہیں رکھا،لیکن اس سے بھی انکارنہیں کیا جاسکتا کہ راوی کی توثیق وتضعیف پھراسی کو بنیاد بناکراحادیث کوصحیح وحسن اورضعیف قرار دینا ایک اجتہادی معاملہ ہے،جس میں اختلاف پایا جانا فطری وطبعی ہے اور ناگزیر بھی ،اختلاف کا یہ سلسلہ خودحضرات صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے درمیان حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ملتاہے جوتابعین اور تبع تابعین تک منتقل ہوا،اس فقہی اختلاف میں حدیث کا کردار بنیادی اوراہم رہاہے،ان حضرات اور بعد کےفقہاء کے درمیان جوبھی فقہی اختلاف ملتاہےمخلصانہ ہوتا تھا،اپنی رائے پراصراراورضد یا اپنے خیال کی پچ رکھنامقصودنہیں ہوتا تھا،اسی لیےامام ابوحنیفہ اور دوسرے فقہاء کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کےفرمان کے مقابلے میں کوئی رائے قابل قبول وقابل اعتناءنہیں ،علماء نے اس فقہی اختلاف کی نوعیت اورحقیقت اوراسباب کی وضاحت کے لیے کتابیں لکھی ہیں،جس کا مقصدیہی ہے کہ اس فقہی اختلاف کو بعد کے لوگ مجادلۂ سیۂہ اور فساد ذات البین کا ذریعہ نہ بنالیں ،فقہائے سلف کی اس جماعت کے بارے میں(جن کا اخلاص ،خداترسی ،دیدہ وری ،زمانہ شناسی ،بالغ نظری اور مآخذ شریعت کی حفاظت کا ان کے اندر جذبہ،تاریخ کا ایک بے مثال واقعہ ہے)کوئی بدظنی کاشکارنہ ہوجائے۔

اختلاف ائمہ پر کلام کرنے سے پہلے اختلاف ائمہ کے اسباب ووجوہات سے بھی اطلاع ضروری ہے،ذیل میں چند بنیادی اسباب تحریر کیے جاتے ہیں۔

(۱) بسا اوقات ایک حدیث کسی مجتہد کو پہنچتی ہے جو دوسرے مجتہد تک نہیں پہنچتی ہے۔
(۲) ایک حدیث کو کسی مجتہد نے وجوب پر محمول کیا تو کسی نے استحباب پر محمول اور کسی نے اباحت پر محمول کیا، اس وجہ سے بھی مسائل میں اختلاف ہونا ایک عام بات ہے۔
(۳) کبھی راوی کا نقل حدیث میں وہم بھی اختلاف کا سبب بنتا ہے، مثلاً کسی راوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو قران نقل کیا تو کسی نے تمتع تو کسی نے افراد نقل کیا۔
(۴) اسباب وعلل کی تعیین میں اختلاف بھی اس کا سبب بنتا ہے۔
(۵) لفظ مشترک کے معنی میں تعیین میں اختلاف، مثلاً قرء کو امام ابوحنیفہ نے حیض پر اور امام شافعی نے طہر پر محمول کیا ہے۔
(٦) حدیث کی بعض اقسام کے قبول ورد میں اصولی اختلاف بھی اس کا سبب بنتا ہے، مثلاً مرسل روایات امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک معتبر ہیں، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک نہیں ہے۔
(۷) بعض روایات کی ترجیح کا اختلاف، مثلاً امام ابوحنیفہؒ نے رفع یدین کے مسئلے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور امام اوزاعیؒ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی ہے، امام ابوحنیفہؒ نے فقیہ راویوں پر مشتمل سند کو زیادہ اہمیت دی اور امام اوزاعیؒ نے سند عالی کو مقدم رکھا۔
(۸) بسا اوقات ایک روایت منسوخ ہوتی ہے، دوسری ناسخ، لیکن ناسخ ومنسوخ کی تعیین میں اختلاف پیدا ہوجاتا ہے، فقہی نقطہ نظر کا اس پر اثر ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ (اختلاف ائمہ اور حدیث نبوی مترجم: اثر الحدیث الشریف فی اختلاف الائمہ از شیخ عوامہ)

ان کے علاوہ دیگر بہت سے اسباب کی وجہ سے ائمہ کے درمیان اختلاف پیدا ہوجاتا ہے، جب اختلافات کو بیان کریں تو ان ائمہ کا مکمل احترام ملحوظ خاطر رکھیں ان کی عظمت ووقار کو پیش نظر رکھیں تاکہ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکلے جو ان کے عظمت اور وقار کو مجروح کرنے

سے پہلے خود متکلم کے وقار کو مجروح کر دے اور حدیث کو اپنے مذہب ومسلک کے تابع بنانے کے بجائے اپنے مذہب ومسلک کو حدیث کے تابع بنانے کی کوشش کرے۔

☆ائمہ کے درمیان اختلاف کی وجوہات واسباب بیان کرنے والی چند کتابیں:

(۱) رفع الملام عن الائمۃ الأعلام۔ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ(م:۷۲۸ھ)

(۲) الإنصاف فی سبب الإختلاف۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ(م:۱۱۷۶ھ)

(۳) أثر الحدیث الشریف فی اختلاف الأئمۃ۔ شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ تعالی

(۴) اختلافِ ائمہ۔حضرت شیخ زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔(م:۱۴۰۲ھ)

(۱۳)

حدیث سے مستفاد دعوتی وتربیتی نکتے واشارات

احادیث کی شرح کے دوران فنی مباحث کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ آداب ،اخلاق سے متعلق باتیں بھی تفصیل کے ساتھ مؤثر انداز میں بیان کی جائے تا کہ طالبان علوم حدیث کو احادیث میں موجود اخلاق وآداب کے اپنانے کی ترغیب ملے اور وہ ان آداب واخلاق کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کر کے دنیا وآخرت میں سرخ روئی حاصل کریں ،اس لیے کہ حدیث ، پڑھنے پڑھانے اورتحقیقات سے اصل مقصود یہی ہے۔

(۱۴)
حدیث کی شرح اور حدیث سے مستنبط ہونے والے احکام ومسائل کا علم

مذکورہ موضوع کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو ان کتب میں کی جاتی ہے جو حدیث کی کسی کتاب کی شرح میں لکھی جاتی ہے۔

اس لیے شروحات سے متعلق کچھ باتیں لکھی جاتی ہیں۔

☆شروحات کے طرق

شروحات حدیث کے سمجھنے، برتنے اور ان سے استفادہ کرنے کے لیے ان مناہج کی معرفت ضروری اور معین و مددگار رہے جن کی بنیاد پر شروحات حدیث کو لکھا گیا ہے اور انہیں ترقی دی گئی ہے، بعض شروحات حدیث اور ان کے مناہج پر لکھی گئی کتابوں پر غور وفکر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شارحین نے اس سلسلے میں تین مناہج وطرق کو اختیار کیا ہے۔

پہلا طریقہ
موضوعاتی شرح

اس طریقے کے مطابق مطلوبہ حدیث کی اسناد و متن ہر دو اعتبار سے شرح کی جاتی ہے، تحقیق کو مختلف اصطلاحی عنوانات یا مباحث یا مسائل یا فوائد وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر موضوع سے متعلق حدیث کی شرح بیان کی جاتی ہے، اس طریقے سے شرح کرنے والوں کی تعداد نہ کم ہے نہ زیادہ ہے، ان میں سے بعض شارحین حدیث نے متن اور اسنادی مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور بعض نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اور صرف ان مباحث کو

بیان کیا ہے جو ان کی نگاہ میں ضروری تھے اور جن کو بیان کرنے کی ضرورت وحاجت تھی

دوسرا طریقہ

مقاماتی یا قوله کے عنوان سے شرح

اس طریقے کے مطابق شارح سند حدیث یا متن حدیث کی معین جگہوں سے شرح کرتا ہے اور تشریح سے پہلے "قوله" لکھ کر سند یا متن کا کچھ حصہ ذکر کرتا ہے پھر مذکورہ لفظ یا عبارت کی مختلف جوانب سے شرح کرتا ہے، اگر چہ موضوعات مختلف ہی کیوں نہ ہو، اس سے یہ طریقہ سابق میں مذکورہ موضوعاتی شرح سے جدا ہوجاتا ہے، کیوں کہ اُس طریقے میں شرح کے مباحث میں موضوعات کی رعایت رکھی جاتی ہے جب کہ اِس طریقے میں ایسا نہیں کیا جاتا ہے

۔

جن شروحات میں یہ منہج وطریقہ اختیار کیا گیا ہے ان میں خطابی کی "معالم السنن فی شرح أبی داود،" امام مازری کی "المعلم بفوائد مسلم" قاضی عیاض کی "إكمال المعلم" اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی "فتح الباری" اور دیگر بہت سی شروحات شامل ہیں۔

عام طور سے متقدمین اور متأخرین کی شروحات میں اسی منہج کو اختیار کیا گیا ہے، اس طریقے میں مکمل متن کے لکھنے کا التزام نہیں کیا جاتا ہے جن مقامات کی شرح مقصود ہوتی ہے، انہیں کو ذکر کیا جاتا ہے، کبھی بعض نساخ وکاتب لائن دار یا حاشیہ میں مکمل متن کو لکھتے ہیں، اس کے مفید ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تیسرا طریقہ

شرح مزجی یعنی متن اور شرح کو باہم ملاکر شرح کرنا

اس طریقۂ شرح میں حدیث کے متن اور سند کو ان کی شرح کے ساتھ باہم ملاکر ذکر کیا جاتا ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ شارح حدیث کی سند یا متن کا کچھ حصہ اس طور پر ذکر کرتا ہے کہ اس سے پہلے یا بعد میں اپنا کلام یعنی شرح ذکر کرتا ہے، اسے جب متن کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے تو معنی واضح ہو جاتا ہے خواہ شارح کا کلام (جسے وہ متن سے پہلے یا بعد میں ذکر کرے) کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو جائے، اس لیے کہ شارح اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ متن کی عبارت سے پہلے یا بعد میں جو شرح ذکر کی جائے وہ ایک ہی سیاق میں متن کی عبارت سے مربوط ہو۔

متن اور شرح کے درمیان تمیز کرنے کے لیے مندرجۂ ذیل طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

(۱) حرف ''م'' سے متن اور حرف ''ش'' سے شرح کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۲) متن کو قوسین کے درمیان لکھا جاتا ہے۔

(۳) متن کو شرح کی بنسبت بڑے خط میں لکھا جاتا ہے۔

(۴) متن اور شرح دونوں کو الگ الگ رنگوں میں لکھا جاتا ہے۔

(۵) متن کو خط کشیدہ کر دیا جاتا ہے۔

جن شروحات میں مذکورہ طریقہ ومنہج اختیار کیا گیا ہے ان میں علامہ قسطلانی کی شرح ''ارشاد الساری الی صحیح البخاری'' بھی ہے۔

شارحین کے تین طریقے

شراح حدیث کسی ایک طرز ونہج پر شرح نہیں کرتے، بعض مفصل بحث کرتے ہیں اور بعض اختصار سے کام لیتے ہیں اور بعض تفصیل واختصار کے درمیان کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

مفصل شروحات

(۱) التمهيد لما في المؤطا من المعاني والأسانيد:۔ ابن عبد البر

(۲) الإلمام بأحاديث الأحكام: ابن دقيق العيد

(۳) فتح الباري: ابن رجب حنبلی

(۴) جامع العلوم والحکم بشرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم: ابن رجب حنبلی

(۵) فتح الباري: ابن حجر عسقلانی

(۶) التوضیح لشرح الجامع الصحیح: ابن الملقن

(۷) نیل الأوطار من أسرار منتقي الأخبار: شوکانی

(۸) فتح الملهم بشرح صحیح مسلم وتکملته: شبیر احمد عثمانی ـ محمد تقی عثمانی

(۹) معارف السنن فی شرح سنن الترمذی: یوسف بنوری

(۱۰) أوجز المسالک إلی مؤطا الإمام مالک: شیخ زکریا کاندھلوی

(۱۱) بذل المجهود فی شرح سنن أبی داؤد: خلیل احمد سهارنپوری

(۱۲) فیض الباری فی شرح صحیح البخاری: انور شاہ کشمیری

متوسط شروحات

(۱) إکمال المعلم بفوائد مسلم: قاضی عیاض

(۲) المنهاج في شرح مسلم بن حجاج: امام نووی

(۳) عون المعبود شرح سنن أبي داؤد: شمس الحق عظیم آبادی

(۴) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: مبارکپوری

مختصر شروحات

(۱) أعلام الحدیث: خطابي

(۲) المعلم بفوائد مسلم: مازري

(۳) کتب ستہ پر علامہ سیوطی کے حواشی وتعلیقات

(۴) علامہ سندھی کا مسند احمد پر حاشیہ
(۵) صنعت اسنادی کا اہتمام کرنے والی شروحات

احکام پر مشتمل کتب احادیث کی شروحات:

(۱) عمدة الأحكام: علامه عبد الغني مقدسي
(۲) المنتقي من أخبار المصطفي: مجد ابن تيميه
(۳) الإلمام بأحاديث الأحكام۔ ابن دقيق العيد
(۴) بلوغ المرام: ابن حجر عسقلانی
(۵) إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام: ابن دقيق العيد
(۶) شرح الإلمام: ابن دقيق العيد
(۷) الإعلام بفوائد عمدة الأحكام: ابن الملقن
(۸) سبل السلام شرح بلوغ المرام: صنعانی
(۹) فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام: ابن عثيمن

چند مشہور اور مفید شروحات:

شروحات کی دو قسمیں ہیں:
(۱) کسی ایک حدیث کی تشریح پر مشتمل شروحات
(۲) کسی ایک مکمل کتاب کی تشریح پر مشتمل شروحات

پہلی قسم کی چند شروحات:

(۱) جزء فوائد حديث أبی عمير رضی اللّٰه عنه: أبو العباس أحمد بن أبی أحمد طبری
(۲) شرح حديث أبی زرع وأم زرع: قاضی عياض
(۳) شرح حديث عمران بن حصين رضی اللّٰه عنه "كان اللّٰه ولم يكن شيئ غيره"

(۴) شرح حدیث "إنما الأعمال بالنیات"

(۵) شرح حدیث خطبة الحاجة

(٦) شرح حدیث "بدأ الإسلام غریبا"

نوٹ: ۳ تا ٦ یہ تمام احمد بن عبدالسلام ابن تیمیہ کی شروحات ہیں۔

(۷) إبراز الحکم من حدیث رفع القلم: علی بن عبد الکافی السبکی

(۸) نظم الفرائد لما تضمنه حدیث ذی الیدین من الفوائد: علائی

(۹) شرح حدیث اختصام الملأ الأعلي

(۱۰) شرح حدیث ماذئبان

(۱۱) غایة النفع فی شرح حدیث تمثیل المؤمن بخامة الزرع

(۱۲) کشف الکربة بوصف حال اهل الغربة شرح حدیث بدأ الإسلام غریبا

(۱۳) شرح حدیث عمار بن یاسر "اللهم بعلمک الغیب"

(۱۴) نور الإقتباس في مشکوة وصیة النبي صلي الله لابن عباس رضي الله عنهما

(۱۵) الحکم الجدیرة بالإذاعة من قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بعثت بالسیف بین یدی الساعة

(نوٹ) ۹ تا ۱۵ یہ تمام شروحات زین الدین عبدالرحمن بن رجب کی ہے۔

(۱٦) منتهی الأمالی فی شرح حدیث إنما الأعمال: جلال الدین سیوطی

(۱۷) قطر الولی فی شرح حدیث الولی: محمد علی شوکانی

(۱۸) رفع البأس عن حدیث النفس والهم والوسواس: محمد علی شوکانی

(۱۹) أکمل البیان فی شرح حدیث نجد قرن الشیطان: حکیم محمد اشرف سندھو

(۲۰) الإبداع شرح خطبة الوداع: عبداللّٰه بن حمید

دوسری قسم کی چند شروحات:

(۱) أعلام السنن (أعلام الحديث) فی شرح صحیح البخاری :أبو سليمان حمد بن سلیمان خطابی

(۲) معالم السنن فی شرح سنن ابی داؤد: ابو سلیمان حمد بن سلیمان خطابی

(۳) التمهيد لما فی المؤطا من الأسانيد: ابن عبد البر

(۴) الإستذکار الجامع لمذاهب الأمصار: ابن عبد البر

(۵) شرح السنة: حسین بن مسعود بغوی

(۶) المعلم بفوائد مسلم: أبو عبد اللّٰہ محمد بن علی المازری

(۷) إكمال المعلم بفوائد صحيح مسلم: قاضی عیاض

(۸) المنهاج فی شرح صحيح مسلم بن الحجاج بحیی بن شرف النووی

(۹) شرح الإلمام و شرح عقیدۃ الأحكام: ابن دقیق العید

(۱۰) الکاشف عن حقائق السنن :طیبی

(۱۱) جامع العلوم والحکم فی شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم :ابن رجب حنبلی

(۱۲) طرح التثريب شرح التقریب: زین الدین عبد الرحیم عراقی

(۱۳) فتح الباری بشرح صحیح البخاری: ابن حجر عسقلانی

(۱۳) فتح العلام بشرح الأعلام باحاديث الأحكام: زکریا خزرجی

(۱۴) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: عبد الرؤف مناوی

(۱۵) سبل السلام شرح بلوغ المرام: محمد بن اسماعیل بن صلاح الکحلانی

(۱۶) نیل الأوطار من أسرار منتقى الأخيار: محمد بن علی شوکانی

(۱۷)عون المعبود علی سنن أبی داؤد: ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی

(۱۸)تحفة الأحوذی شرح الترمذی: عبد الرحمن مبارکپوری

(۱۹)مرقاة المفاتیح فی شرح مشکوة المصابیح: ملا علی قاری

(۲۰)فتح الملهم بشرح صحیح مسلم وتکملته :شبیر احمد عثمانی ـ محمد تقی عثمانی

(۲۱)معارف السنن فی شرح سنن الترمذی: یوسف بنوری

(۲۲)أوجز المسالک إلی مؤطا الإمام مالک: شیخ زکریا کاندھلوی

(۲۳)بذل المجهود فی شرح سنن أبی داؤد: خلیل أحمد سهارنپوری

(۲۴)فیض الباری فی شرح صحیح البخاری: أنور شاہ کشمیری

کتب ستہ کی شروحات

شروحات بخاری

(۱) إرشاد الساري شرح صحيح البخاري للإمام القسطلاني

(۲) إرشاد اللبيب إلى مقاصد حديث الحبيب لـمحمد بن أحمد المكناسي, حققه عبدالله محمد التلسماني

(۳) أعلام الحديث في شرح صحيح البخاري لأبي سليمان الخطابي حمد بن محمد.

(۴) بهجة النفوس وتحليها بمعرفة ما لها وما عليها شرح مختصر البخاري. شرحه أبو محمد عبدالله بن أبي جمرة الأندلسي.

(۵) تحفة الباري بشرح صحيح البخاري لزكريا محمد بن زكريا الأنصاري

(۶) شرح الإمام ابن الملقن على صحيح البخاري

(۷) توضيح الجامع الصحيح : شرح مختصر جامع للبخاري حققه محب الدين الخطيب

(۸) حاشية ابن زكريا على صحيح البخاري لـمحمد بن عبد الرحمن بن زكري وبالهامش تكميل أبي عبد الله محمد بن أحمد بن كنون وأخيه

(۹) شرح تراجم أبواب البخاري أحمد شاه ولي الله الدهلوي بن عبد الرحيم

(۱۰) روح التوشيح حاشية البجمعوي على صحيح البخاري لـعلي بن سليمان البجمعوي.

(۱۱) التوشيح على الجامع الصحيح للامام السيوطي.

(۱۲) زبدة البخاري لـ عمر ضياء الدين وبذيله شرح وجيز معنوي لابراهيم حسن الانصاري وهو مطبوع جمع فيه كل ما في صحيح البخاري من الأحاديث النبوية القولية

محذوفة المكررات.

(١٣) حاشية صحيح البخاري لنور الدين أبو الحسن محمد عبد الهادي السندي

(١٤) شرح التقييذ لألفاظ الجامع الصحيح لبدر الدين أبو عبد الله محمد بن بهاء الزركيشي. وعليه حواش لأحمد بن نصر بن أحمد البغدادي.

(١٥) فتح المبدي في شرح مختصر الزبيدي لعبد الله بن حجازي الشرقاوي

(١٦) شرح صحيح البخاري لشهاب الدين أبو العباس أحمد بن أحمد زروق الفاسي.

(١٧) شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري لعبد الله بن محمد الغنيمان

(١٨) شواهد التوضيح والتصحيح لمشكلات الجامع الصحيح لابن مالك جمال الدين محمد بن عبد الله الطائي النحوي.

(١٩) عمدة القاري: شرح صحيح البخاري المسمى بالعيني على البخاري لبدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني.

(٢٠) عون الباري لشرح أدلة البخاري لأبي الطيب صديق حسن خان.

(٢١) فتح الباري بشرح صحيح البخاري للإمام ابن حجر العسقلاني.

(٢٢) فتح الباري شرح صحيح البخاري للإمام ابن رجب الحنبلي.

(٢٣) فيض الباري على صحيح البخاري من أمالي محمد أنور الكشميري

(٢٤) الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري لشمس الدين محمد بن يوسف الكرماني.

(٢٥) كوثر المعاني الدراري في كشف خبايا صحيح البخاري محمد الحفدي الحنفي الشنقيطي

(٢٦) لامع الدراري على جامع البخاري لأبي مسعود رشيد أحمد الكنكوهي حققه زكريا الصديقي.

(٢٧) المتواري على تراجم أبواب البخاري لناصر الدين أحمد بن محمد ابن المنير الاسكندراني.

(٢٨) شرح عبد المجيد الشرنوبي الأزهري مطبوع مع مختصر البخاري لابن أبي جمرة.

(٢٩) منار القاري شرح مختصر البخاري لحمزة قاسم مراجعة عبدالقادر الأرناؤوط.

(٣٠) مناسبات تراجم البخاري لأحاديث الأبواب لبدر الدين بن جماعة.

(٣١) المنهل العذب الفرات في شرح الأحاديث الأمهات من صحيح الإمام البخاري رضي الله عنه لعبد العال أحمد عبد العال.

(٣٢) النور الساري من فيض صحيح البخاري لحسن العدوي الحمزاوي وهو شرح على الصحيح.

(٣٣) إيقاظ همم أولي الأبصار لما في الصحيح من التراجم والأسانيد والأخبار لمحمد عبد الحق بن عبد الواحد الهاشمي وله شرح مختصر سماه لب الألباب في شرح تراجم الصحيح والأبواب وله شرح متوسط سماه التعليق على الجامع الصحيح.

(٣٤) شرح الإمام ابن بطال على صحيح الإمام البخاري.

شروحات مسلم شریف:

(١) إكمال المعلم لفوائد كتاب مسلم لأبي عبد الله محمد بن خلفة الأبي ومطبوع معه

(٢) مكمل إكمال الإكمال لأبي عبد الله محمد بن محمد السنوسي.

(٣) الديباج على صحيح الإمام مسلم بن الحجاج للإمام السيوطي.

(٤) السراج الوهاج في كشف مطالب صحيح مسلم بن الحجاج لصديق حسن خان وهو شرح لمختصر صحيح مسلم للمنذري.

(٥) شرح النووي المسمى المنهاج للإمام النووي.

(٦) صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط لأبي عمرو ابن الصلاح.

(٧) فتح الملهم بشرح صحيح مسلم لشبير أحمد الديوبندي العثماني

(٨) المعلم بفوائد مسلم للإمام المازري

(٩) المفهم شرح صحيح مسلم للإمام القرطبي

(١٠) هداية الطالب المعلم إلى معاني ديباجة مسلم لحمد أمين بن عبد الله الأثيوبي

(١١) وشي الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج لعلي بن سليمان المغربي البجمعوي

(١٢) إكمال المعلم للإمام القاضي عياض رحمه الله

(١٣) قرة عين المحتاج شرح مقدمة صحيح مسلم بن الحجاج لمحمد علي آدم الأثيوبي

(١٤) البحر المحيط الثجاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للمؤلف السابق

(١٥) المُفصِحُ المُفهِمُ والموضِحُ المُلهِمُ لمعاني صحيح مسلم / لأبي عبد الله محمد بن يحيى بن هشام الأنصاري, المعروف بابن البرذعي

(١٦) الكوكب الوهاج فى شرح مسلم ابن الحجاج لمحمد الأمين بن عبداللّٰہ العلوى الهررى الشافعى

شروحات ترمذی شریف:

(١) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي لأبي العلى محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري

(٢) الشروح الأربعة لجامع الترمذي مطبوع في الهند في مجلدين

(٣) شرح الإمام ابن العربي المالكي على جامع الترمذي وهو المسمى "عارضة

الأحوذي"

(۴) العرف الشذي على جامع الترمذي محمد أنور شاه

(۵) معارف السنن شرح سنن الترمذي لمحمد يوسف الحسيني البنوري

(۶) النفح الشذي شرح سنن الترمذي لإبن سيد الناس

(۷) نفع قوت المغتذي على جامع الترمذي لعلي بن سليمان المغربي البحمعوي

شروحات ابوداود شریف

(۱) بذل المجهود في حل أبي داود لأبي ابراهيم خليل أحمد السهارنفوري مطبوع مع تعليق محمد زكريا الكاندهلوي

(۲) درجات مرقاة الصعود إلى سنن أبي داود لعلي ابن سليمان الدمني البحمعوي

(۳) غاية المقصود في حل سنن أبي داود لأبي الطيب محمد شمس الحق عظيم آبادي

(۴) عون المعبود شرح سنن أبي داود لمحمد شمس الحق العظيم آبادي

(۵) عون الودود شرح سنن أبي داود لأبي الحسنات محمد بن عبد الله ابن نور الدين الفنجاني

(۶) فتح الملك المعبود تكملة المنهل العذب الودود شرح سنن الإمام أبي داود لأمين محمود خطاب

(۷) تهذيب سنن أبي داود وإيفاء مشكلاته لإبن قيم الجوزية مطبوع مع مختصر سنن أبي داود للمنذري

(۸) معالم السنن لأبي سليمان حمد بن محمد الخطابي

(۹) مفتاح المنهل العذب المورود شرح سنن الإمام أبي داود لمصطفى علي بن محمد المشهور بإبن الكتبي

(١٠) المنهل العذب المورود شرح سنن الإمام أبي داود للإمام محمد خطاب السبكي مطبوع في ١٠ مجلدات وصل فيه إلى باب الهدي فأكمله ابنه أمين

شروحات نسائی شریف:

(١) زهر الربى على المجتبى للإمام السيوطي رحمه الله

(٢) حاشية السندي على سنن النسائي وهو مطبوع مع الذي قبله

(٣) عرف زهر الربى على المجتبى لعلي بن سليمان المغربي البحمعوي وهو اختصار لشرح السيوطي وهو مطبوع في مجلد واحد

(٤) ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للشيخ محمد علي آدم الأثيوبي

(٥) المكتفى بحل المجتبى لأحمد حسين المظاهرى الفتنى

شروحات ابن ماجہ شریف:

(١) إنجاح الحاجة شرح سنن ابن ماجه عبد الغني الدهلوي

(٢) نور مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجه لعلي ابن سليمان البجمعوي مطبوع في ٩٢ صفحة

(٣) مشارق الأنوار الوهاجة ومطالع الأسرار البهاجة فى شرح سنن الإمام ابن ماجه للشيخ محمد علي آدم الأتيوبي

شروحات مؤطا مالک:

(١) الإستذكار لمذاهب فقهاء الأمصار وعلماء الأقطار فيما تضمنه الموطأ معاني الرأي والآثار وشرح ذلك بالإيجاز والإختصار للإمام ابن عبد البر المالكي

(٢) إضاءة المالك على النظر المسمى دليل السالك إلى موطأ الإمام مالك لمحمد حبيب الحنبلي الشنقيطي

(٣) أنوار السالك إلى روايات موطأ مالك محمد بن علوي المالكي

(٤) أوجز المسالك إلى موطأ مالك لمحمد زكريا الكاندهلوي

(٥) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد لابن عبد البر

(٦) تنوير الحوالك في شرح موطأ مالك لجلال الدين السيوطي

(٧) شرح الزرقاني على صحيح الموطأ للإمام الزرقاني

(٨) القبس شرح موطأ مالك بن أنس للإمام ابوبكر ابن العربي المالكي

(٩) كشف المفطى في المعاني والألفاظ الواقعة في الموطأ لمحمد الطاهر ابن عاشور

(١٠) المنتقى شرح موطأ إمام دار الهجرة مالك بن أنس لأبي الوليد الباجي

بخاری شریف کی اہم شروحات

أ- الخطابي

ب- الكرماني

ت- ابن رجب

ث- ابن حجر

ج- العيني

ح- القسطلاني

مسلم شریف کی اہم شروحات

أ- المعلم للمارزي

ب- إكماله لعياض

ت- إكمال إكماله للأبي

ث- مكمل الإكمال للسنوسي

ج - شرح النووي

ح - المفهم شرح المختصر للقرطبي

خ - فتح الملهم وتكملة للشيخ شبير أحمد والشيخ محمد تقى العثمانى

ابوداؤد کی اہم شروحات

ا۔ معالم السنن للخطابي

ب - عون المعبود

ت - بذل المجهود

ث - المنهل العذب المورود

ترمذی شریف کی اہم شروحات

أ - عارضة الأحوذي لابن العربي

ب - النفح الشذي لابن سيد الناس تحفة الأحوذي للمبار كفوري

ت - معارف السنن للشيخ يوسف البنورى

نسائی کی اہم شروحات

أ - زهر الربى للسيوطي

ب - حاشية السندي

ت - التعليقات السلفية

ث - ذخيرة العقبى للشيخ محمد علي بن آدم

ابن ماجہ کی اہم شروحات

أ - شرح مغلطاي

ب - حاشية السندي

ج -مصباح الزجاجة للسيوطي وغيرها

متفرق امور

☆شرح حدیث میں خطا کے اسباب کا بیان

یہ اسباب کل بارہ ہیں۔

۱)فقہی مذہب کا تعصب

(۲)اصولی مذہب (عقائد کے اعتبار سے) کا تعصب

(۳)لغت سے جہالت

(۴)احادیث کو عصری اختراعات سے منطبق کرنے کی کوشش

(۵)احادیث کو موجودہ زمانے میں پیش آنے والے واقعات کے ساتھ چسپاں کرنے میں جلد بازی سے کام لینا

(٦)ماحول اور پیش آمدہ واقعات سے جلد متأثر ہو جانا

(۷)متشابہ امر کے پیچھے پڑنا اور محکم امر کو چھوڑ دینا

(۸)احادیث کو جدید اصطلاحات سے جوڑنے کی کوشش کرنا

(۹)اجماع کی مخالفت

(۱۰)اختلاف کا دعوی کرنا

(۱۱)مشکل کا دعوی کرنا

(۱۲)نسخ کا دعوی کرنا

☆حدیث پڑھنے، پڑھانے والوں کے لیے ضروری امور:

(۱)اخلاص نیت

شرح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شروع سے لے کر آخر تک اپنی نیت کو خالص رکھے اگر ابتدا میں تصحیح نیت فوت ہو جائے تو بعد میں اس کا تدارک کر لے۔

(۲)فن حدیث کی اصطلاحات سے واقفیت۔

(۳)فن حدیث کے مآخذ ومصادر اور ان سے استفادے کے طریقۂ کار سے واقفیت۔

(۴)حدیث کے صحیح معانی ومطالب تک پہنچنے کے لیے اپنی پوری طاقت لگا دے۔

(۵)فقہی مذاہب میں تعصب سے کام نہ لے اور دلائل بیان کرنے میں مناظرانہ، مجادلانہ، مناقضانہ انداز اختیار نہ کرے بلکہ ائمۂ مذاہب کا مکمل ادب واحترام کرے، اس لیے کہ تمام مسالک برحق ہیں۔

(۶)اگر کبھی غلطی ہو جائے تو کھلے دل سے رجوع کر لے۔

(۷) اگر کسی شارح کی کوئی غلطی پر متنبہ ہو اور اسے بیان کرے تو ادب کا مکمل لحاظ کرے، جہاں تک ہو سکے صراحۃً نام نہ لے اور تحقیرانہ انداز اختیار نہ کرے، بلکہ اسے معذور سمجھے، اس لیے کہ انسان کے ساتھ سہو ونسیان لازم ہے۔

☆شرح حدیث کے تین طریقے:

(۱)**روایۃً:** استاذ، شاگرد کے سامنے یا شاگرد استاذ کے سامنے احادیث کی صرف تلاوت کرے اور مباحث لغویہ، مباحث فقہیہ، اسمائے رجال وغیرہ کے متعلق کوئی بحث نہ کی جائے۔

یہ طریقہ عام طور پر روایت حدیث کی اجازت دینے یا لینے کے وقت اختیار کیا جاتا ہے

جیسا کہ صاحب قاموس علامہ فیروز آبادی (م:۸۱۷)نے ذکر کیا ہے کہ میں نے

دمشق میں صرف تین دن میں صحیح مسلم کی قراءت کی تھی۔

حافظ ابوالفضل عراقی (م:۸۰۶) نے دمشق میں محمد بن اسماعیل خباز کے سامنے صحیح مسلم تین مجالس میں ختم کی تھی۔

حافظ ابن حجر (م:۸۵۲) نے صحیح بخاری کو چالیس گھنٹوں میں ختم کیا تھا۔

(۲) قراءت حدیث کے بعد غریب الحدیث الفاظ کی وضاحت، مشکل تراکیب کا حل، اسمائے رجال میں سے نادر راوی کی وضاحت، حدیث پر وارد اشکال کا جواب اور حدیث کی مختصر تشریح کی جائے۔

(۳) **درایۃ:** حدیث میں موجود ہر کلمے پر مکمل کلام جیسے مادۂ لغویہ، اشتقاق، اماکن استعمال وغیرہ کو بیان کرنا، تمام غریب الحدیث الفاظ کی وضاحت، تراکیب کا حل، اسمائے رجال پر مکمل بحث جیسے ان کا ضبط، ان کی تعیین، ان کے بارے میں ائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال اور ان کا مقام ومرتبہ وغیرہ کا بیان، حدیث کی مکمل تشریح کے بعد مسائل فقہیہ پر ائمہ کے مسالک کی روشنی میں مدلل کلام اور ادنی مناسبت کی وجہ سے حکایات وقصص کو بیان کرنا۔ (مبادیات حدیث ص:۲۱۸، ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت ۱/ ۳۴۷، بتغیر یسیر)

تینوں طریقے اپنے اپنے اعتبار سے درست اور مفید ہیں لیکن سب سے بہتر طریقہ دوسرا طریقہ ہے۔

مؤلف کی دیگر تالیفات

نمبر شمار	اسمائے کتب	صفحات	ناشر
۱	ہم علم حدیث کیسے پڑھیں؟	۲۷۲	ادارۂ صدیق ڈابھیل
۲	ہم حدیث کا درجہ کیسے پہچانیں؟	۲۷۲	ادارۂ صدیق ڈابھیل
۳	شرح حدیث کے لیے ضروری امور	۱۲۸	جامعہ رحمانیہ گودھرا
۴	حضرت محمد شاہ احمد آباد کتب خانہ کے مخطوطات کی وضاحتی فہرست جلد۔۱۱	۲۶۲	پیر محمد شاہ کتب خانہ احمد آباد
۵	حضرت محمد شاہ احمد آباد کتب خانہ کے مخطوطات کی وضاحتی فہرست جلد۔۱۲	۲۶۲	پیر محمد شاہ کتب خانہ احمد آباد
۶	حضرت محمد شاہ احمد آباد کتب خانہ کے مخطوطات کی اجمالی فہرست	۳۰۰	پیر محمد شاہ کتب خانہ احمد آباد
۷	ترجمہ: ظفر الوالہ بمظفر وآلہ (دو جلدیں غیر مطبوعہ)	۱۳۰۰	-----
۸	حضرت عیسیٰ، حضرت امام مھدیؑ اور دجال (گجراتی)	۱۵۲	مؤلف
۹	خانقاہ کیا ہے؟ (گجراتی)	۲۵۲	جامعہ رحمانیہ گودھرا
۱۰	پردہ اور لباس (گجراتی)	۴۸	جامعہ رحمانیہ گودھرا
۱۱	جادو اور جیوتشی (گجراتی)	۴۸	جامعہ رحمانیہ گودھرا